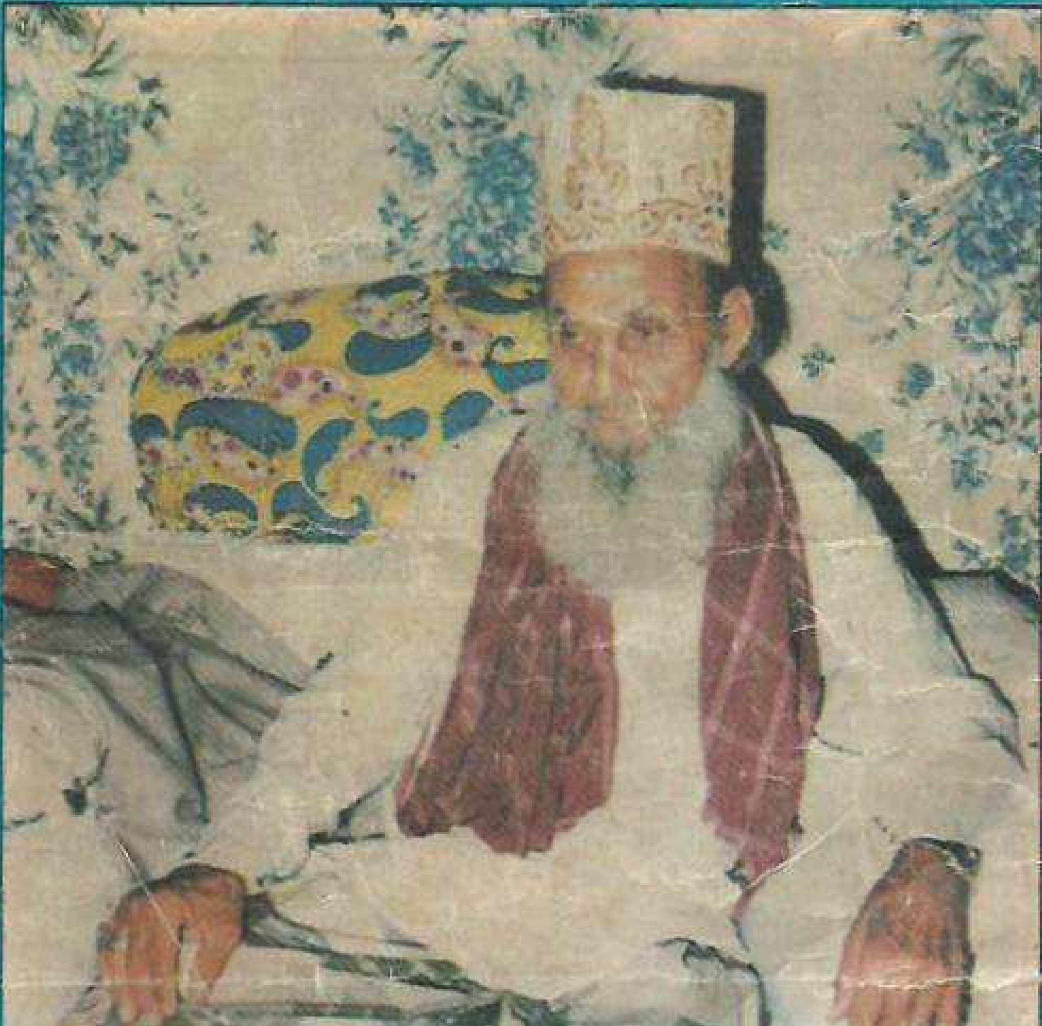
چونیاں ضلع قصور سے شائع ہونے والا پہلا مکمل جریدہ

ماہنامہ سالک رنگ

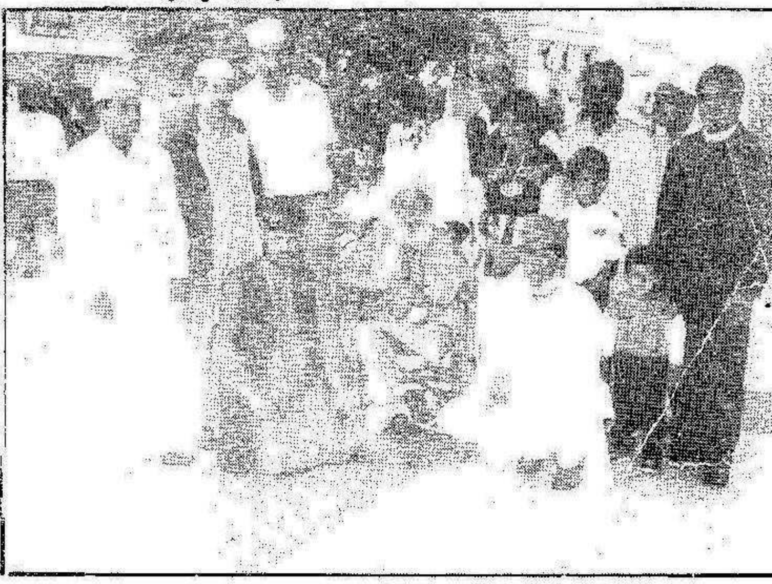




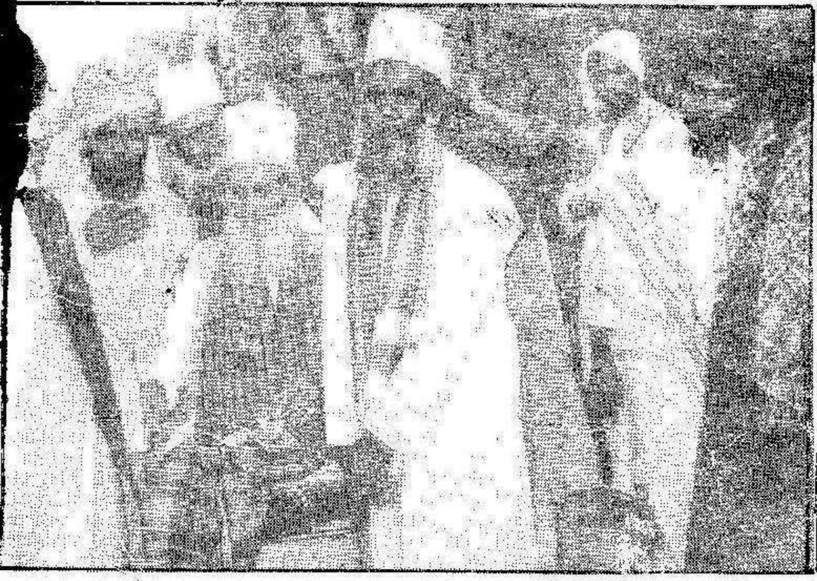
اشاعتِ خصوصی برموقعہ جشن نقیبی و سالانہ عرس مُبارک

حضرت صوفی فقیر سید نقیب اللہ شاہؒ (نقیب آباد شریف)

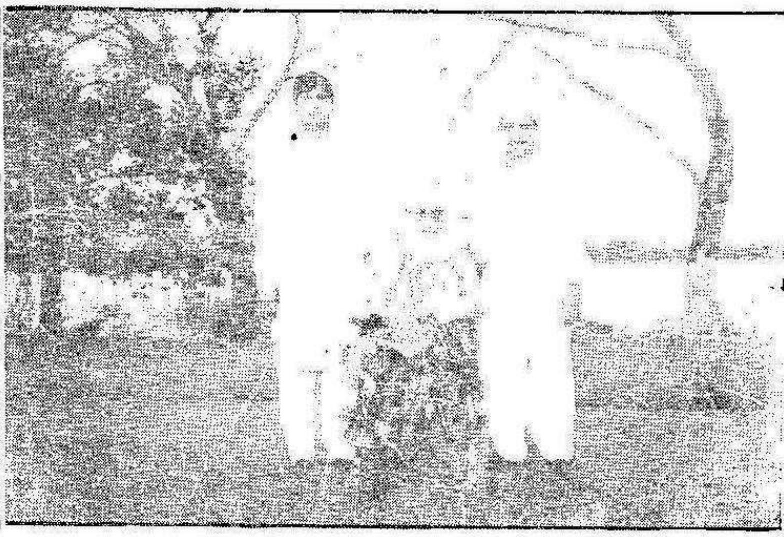
رحلت سے قبل باباحضورؒ کے غیر ملکی دورہ کی تصاویر



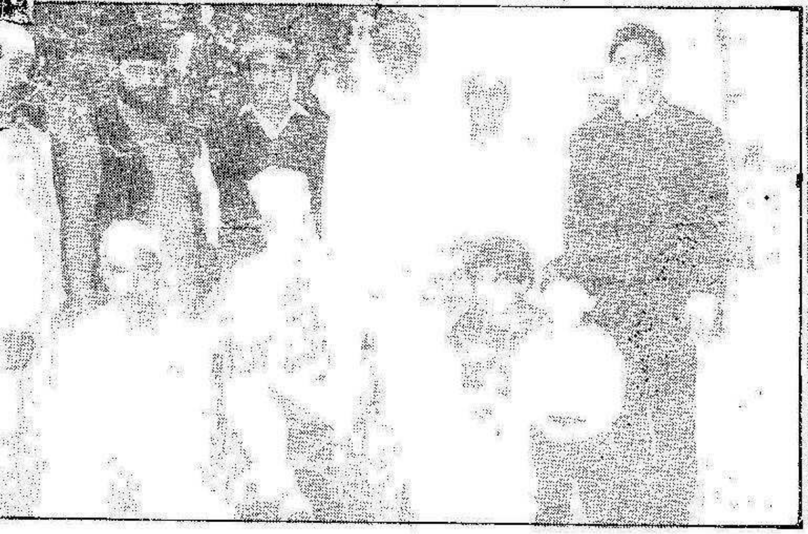
ناروے: دورہ میں مریدین کے ہمراہ



بنگلہ دیش : مریدین کے ہمراہ



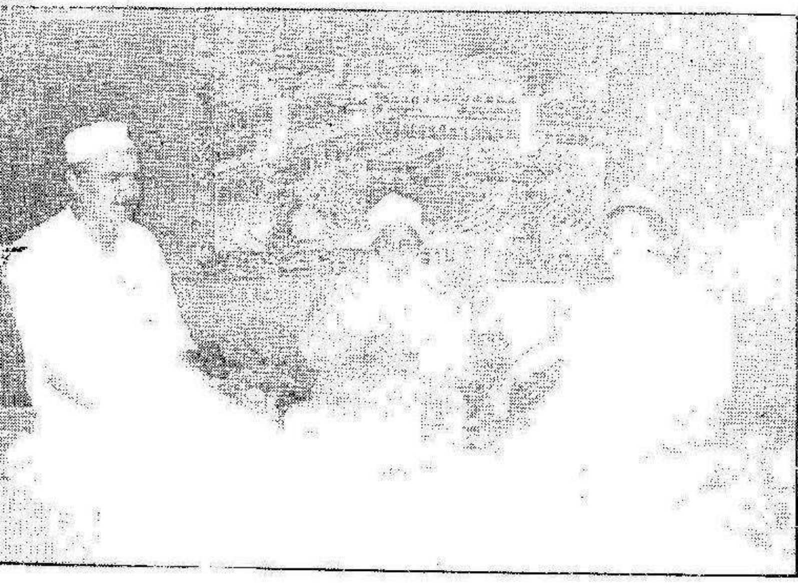
امریکہ : واشنگٹن میں مریدین کے ساتھ



ناروے : مریدین کے ساتھ



سپین : قلعہ غرناطہ میں



ناروے : ہمراہ صوفی سلیمان ثقلین صاحب

چونیاں ضلع قصور سے شائع ہونے والا پہلا مکمل جریدہ

ماہنامہ ساحل رنگ

جلد۔9۔شمارہ۔11

قیمت فی پرچہ 20 روپے

اہم اعلان

آئندہ عرسِ مبارک پر ماہنامہ 'ساحل رنگ' کی خصوصی اشاعت کو تاریخ ساز دستاویز کا روپ دینے کیلئے ہمیں آپ کے تعاون کی ضرورت ہے' آپ کے پاس بابا حضورؒ کی خوبصورت تصاویر ہوں' ان سے ملاقات یا محفل کی تفصیل ہو تو براہ کرم ہمیں بھجوائیے ہم انہیں بصد خلوص شائع کریں گے تصاویر اشاعت کے بعد واپس کر دی جائینگی اشاعت کو بھرپور بنانے کیلئے آستانہ سے وابستہ کاروباری حضرات تہنیتی اشتہارات سے مالی تعاون بھی فرمائیں

پتہ: ماہنامہ "ساحل رنگ" کچہری روڈ چونیاں
فون 2294

ہدایات

(1) مرید کو چاہئے کہ ہر حالت میں صدق اختیار کرے

(2) باوضو رہنا نہایت اولیٰ ہے

(3) نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرے۔

(4) نماز جمعہ قضا نہ کرے۔

(5) کم بولنے، کم کھانے اور کم سونے کی عادت ڈالے۔

(6) صداقت کو اپنا شعار بنائے کیونکہ صدیقوں کا مرتبہ بلند ہے۔

(7) تجارت یا محنت کچھ نہ کچھ کرے اس کے بعد توکل پر گامزن ہو جائے۔

(8) قرآن مجید کی تلاوت باعثِ خیر و برکت ہے۔

(9) محض عبادت کی غرض سے ریاضت کرے کیونکہ یہ اولیائے کرام کا منصب ہے۔

(10) ہر حال میں اپنے پیرانِ عظام کی ظاہر و باطن پیروی اور احکام پر عمل کرے۔

(11) بحث و مباحثہ سے پرہیز کرے۔

(13) کدورت سے سینہ کو صاف رکھے، بندگانِ خدا کا خود کو غلام سمجھے، مخدوم بننے کا خیال بھی دل میں نہ لائے۔

(13) اتفاق پیدا کرنے کا بہترین طریقہ اپنے کو دوسروں سے کم تر سمجھنا ہے۔

(14) اپنے پیر و مرشد سے رابطہ مضبوط رکھے جس قدر مضبوط پیر کی گرفت ہوگی اسی طرح فائدہ ہوگا۔

(15) دنیا کا خیال دل میں نہ لائے کہ دنیا کیا ہے؟ بقول مولانا روم۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

(16) موت کا ہر وقت خیال رکھے۔

پیر کامل
حضرت صوفی خواجہ نقیب اللہ شاہؒ
قادری سہروردی ابوالعلائی نقشبندی چشتی صابری جہانگیری



سرزمین پاک و ہند میں اسلام کی ترویج و اشاعت اور تبلیغ میں جہاں مسلمان مجاہدین نے اہم کردار ادا کیا وہاں اولیاءاللہ اور بزرگان دین کی خدمات بھی بے مثل ہیں انہوں نے اپنی زہد و تقویٰ اور افعال و کردار کا عملی نمونہ پیش کر کے اپنے ارد گرد کے باسیوں کو اس قدر متاثر کیا کہ وہ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے اس خطہ ارض میں حضرت سید علی ہجویری''، شہباز قلندر''، بابا فرید گنج شکر''، حضرت بابا بلھے شاہ''، بہاؤالدین زکریا'' اور خواجہ معین الدین اجمیری'' جیسی بزرگ اور عظیم ہستیاں ستاروں کے جھرمٹ میں روشن تر ہیں، جس ہستی کا یہاں ذکر مقصود ہے ان کا مرتبہ بری امام اور شمس تبریز کے برابر یا کم نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ ان کی دینی خدمات اور روحانی کمالات پر طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ بھی شاہ جمال اور عبداللہ شاہ غازی کی منزل کے راہی تھے، نبوت کے سائے میں امامت، روحانیت اور قلندری کا علم تھامے یہ مرد قلندر حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری، سہروردی ابوالعلائی، نقشبندی، چشتی، صابری، جہانگیری تھے۔

ابتدائی حالات

آپ ۱۸۹۵ء میں ضلع مانسہرہ کے قصبہ ٹبل میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی کا نام امیر [illegible] جو موہڑہ شریف کے بیعت تھے۔

حضرت سید نقیب اللہ شاہ کا تعلق زمیندار گھرانے سے تھا۔ قبل میں علاقہ پسماندہ ہونے کی وجہ سے باقاعدہ تعلیم تو حاصل نہ کر سکے البتہ والدین نے ابتدائی دینی تعلیم دلوائی پہلے پہل آپ اپنے علاقہ کے دوسرے افراد کی طرح بکریاں چرایا کرتے تھے بعد میں ۱۹۳۵ء میں فوج میں ملازمت اختیار کی۔ برطانوی دور حکومت میں آپ نے مختلف ممالک میں خدمات سرانجام دیں اور ۲۶ سال فوج کی ملازمت کے بعد آپ نے نوکری چھوڑ دی اور آپ بھینوڑی شریف مرشد نگر (یوپی) بھارت' سلطان الدین اولیاء حضرت خواجہ محمد حسن شاہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ قادری چشتی صابری ' ابوالعلائی جہانگیری حسنی میں داخل ہوئے آپ نے مرشد کی پیروی کو اپنایا اور بہت سے بزرگان دین سے فیض حاصل کیا۔

مریدین کی تعداد

اپنے مرشد کے حکم سے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں بہت سے بیرونی ممالک کے دورے کئے جن میں برطانیہ' فرانس' جرمنی' جاپان' انڈونیشیا' برما' مصر' افغانستان' لیبیا' اٹلی' زمبابوے اور تمام عرب ممالک کے علاوہ پاک و ہند کے چپہ چپہ میں توحید و رسالتؐ کے چراغ روشن کئے تقریباً تین لاکھ ہندو سکھ عیسائیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور حلقہ بگوش اسلام میں داخل ہوئے قیام پاکستان کے وقت آپ جاوا (سماٹرا) میں تھے وہاں سے کشمیر آئے اور پیرومرشد نے آپ کو خلافت سے اور مرید کرنے کی اجازت مرحمت فرما دی تھی۔ چنانچہ فوج میں ہوتے ہوئے بھی لوگوں کو مرید کرتے تھے آج ملک بھر میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں آپ کے مرید نہ ہوں آپ نے سندھ اور یورپ میں بہت سے ہندوؤں اور انگریزوں کو مسلمان کیا ایک ہندو پنڈت سری سوامی سرماوتی کو اڑھائی دن کے مناظرے



کے بعد مسلمان کر لیا آپ کے مسلمان مریدین کی تعداد پندرہ لاکھ سے بھی زائد ہے اور پاک فوج میں حاضر سروس ریٹائرڈ مریدین کی تعداد کثرت سے ہے اس کے علاوہ آپ کے مریدین میں کئی جید علماء دین اور درویش صفت بندے شامل ہیں

مریدوں کو ہدایت

خواجہ نقیب اللہ شاہ صاحب" اپنے مریدوں کو طہارت بالا دام ذکر دوام اور بلا ضرورت بولنے' کم کھانے اور ترک اعتراض پر عمل کرنے کی سختی سے ہدایت کرتے تھے آپ کا کہنا تھا کہ ہم دعویٰ نہیں کرتے صرف کناں ہیں کہ گناہگار کیسا بھی ہو' دربار میں آئے' مرید ہو انشاء اللہ نیکوکار ہو جائے گا

زبانوں پر عبور

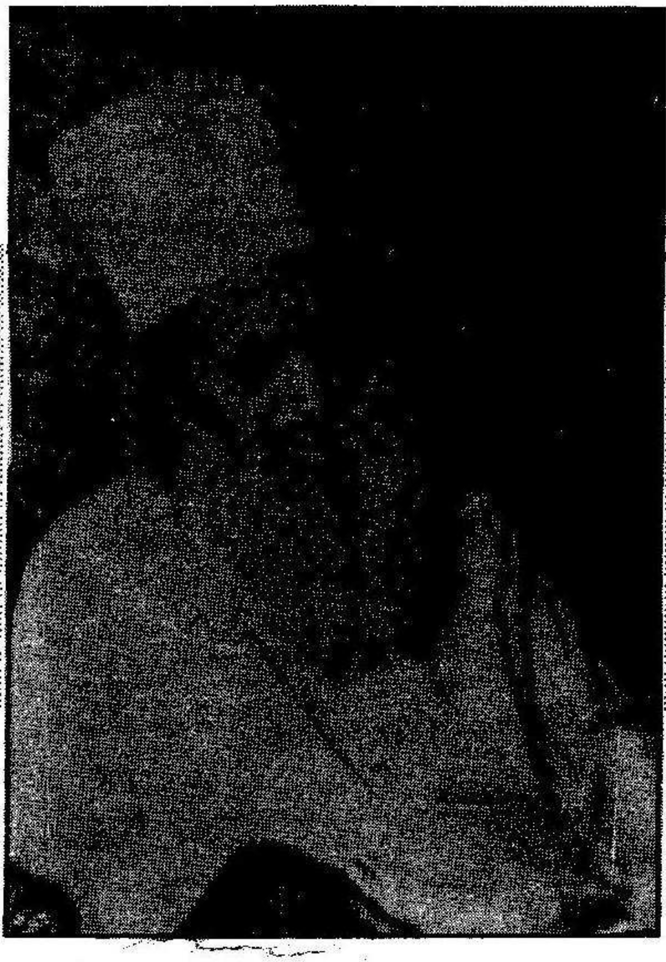
آپ نے کسی جامعہ یا مدرسہ سے باقاعدہ تعلیم بھی حاصل نہیں کی تھی مگر آپ نے تبلیغ اسلام کے دوران ہر ملک کے باشندوں کو ان ہی کی زبان میں بغیر کسی مترجم کا سہارا لئے تبلیغ کی آپ کو عربی' فارسی' انگریزی' پشتو' بنگالی' سندھی' بلوچی اور ہندی زبانوں پر پورا عبور حاصل تھا آپ فرماتے تھے کہ دیگر علوم کی طرح ایک علم ایسا بھی ہے جسے خدا جسے چاہے عطا کرتا ہے اسے "علم سینہ" کہتے ہیں جو سینہ در سینہ چلتا ہے اسے کتابی صورت نہیں دی جا سکتی۔ انسان جب اس کے حصول میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اسے علوم کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ آپ نے گرنتھ اور انجیل کا بھی مطالعہ کیا اور برطانیہ میں سب سے زیادہ عیسائیوں اور ہندوؤں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا

دست شفاء

آپ علم طب سے گہری واقفیت رکھتے تھے لاتعداد بیمار لوگوں نے آپ کے دست شفا سے شفا پائی اور آپ ہر وقت اپنے پاس ادویات کا ایک بکس رکھتے وہ مریض جنہیں ڈاکٹر لاعلاج قرار دے کر جواب دے دیتے انہیں آپ کے ہاتھ سے روٹی کا ایک ٹکڑا شفایاب کر دیتا۔ امتیاز نون جو فوج میں کیپٹن تھے کو کینسر ہو گیا ڈاکٹروں نے آرام کرنے کی سخت ہدائت کی جب ادویات سے افاقہ نہ ہوا تو کسی معتقد نے ان کے سامنے آپ کا ذکر کیا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ لاعلاج مریض صرف "دو گھنٹے" میں صحت یاب ہو کر واپس جا رہا تھا اسے دوائی کی جگہ پانی میں بھیگا ہوا روٹی کا ٹکڑا کھانے کا حکم ملا تھا۔

بیرونی دورے

قصور سے لاہور روڈ پر ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر آپ نقیب آباد شریف ۱۹۵۵ء میں تشریف لائے یہاں آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف پر آخری وقت تک قیام فرمایا ہر روز بالعموم اور سالانہ عرس کے موقعہ پر بالخصوص آپ کے ہزاروں بلکہ لاکھوں مریدین حاضر ہو کر آپ کے وعظ و تبلیغ سے فیض یاب ہوتے اور اکثر اوقات آپ اندرون ملک بڑے بڑے شہروں کے علاوہ چھوٹے قصبوں اور بیرونی ممالک کے دورہ پر رہتے۔



نذرانہ جائز ہے

آپ نے فرمایا تھا کہ
نذرانہ جائز ہے اور جو شخص ہمیں جس مد میں دیتا ہے ہم اسے اسی مد میں خرچ کرتے ہیں۔ ویسے الحمد اللہ ہمارا دربار کسی کا محتاج نہیں بچے خود ہل چلاتے ہیں اور کھیتی باڑی کرتے ہیں پیر کی دعا سے برکت ہے اور اللہ کا فضل و کرم شامل حال ہے۔

مثالی پابندی وقت

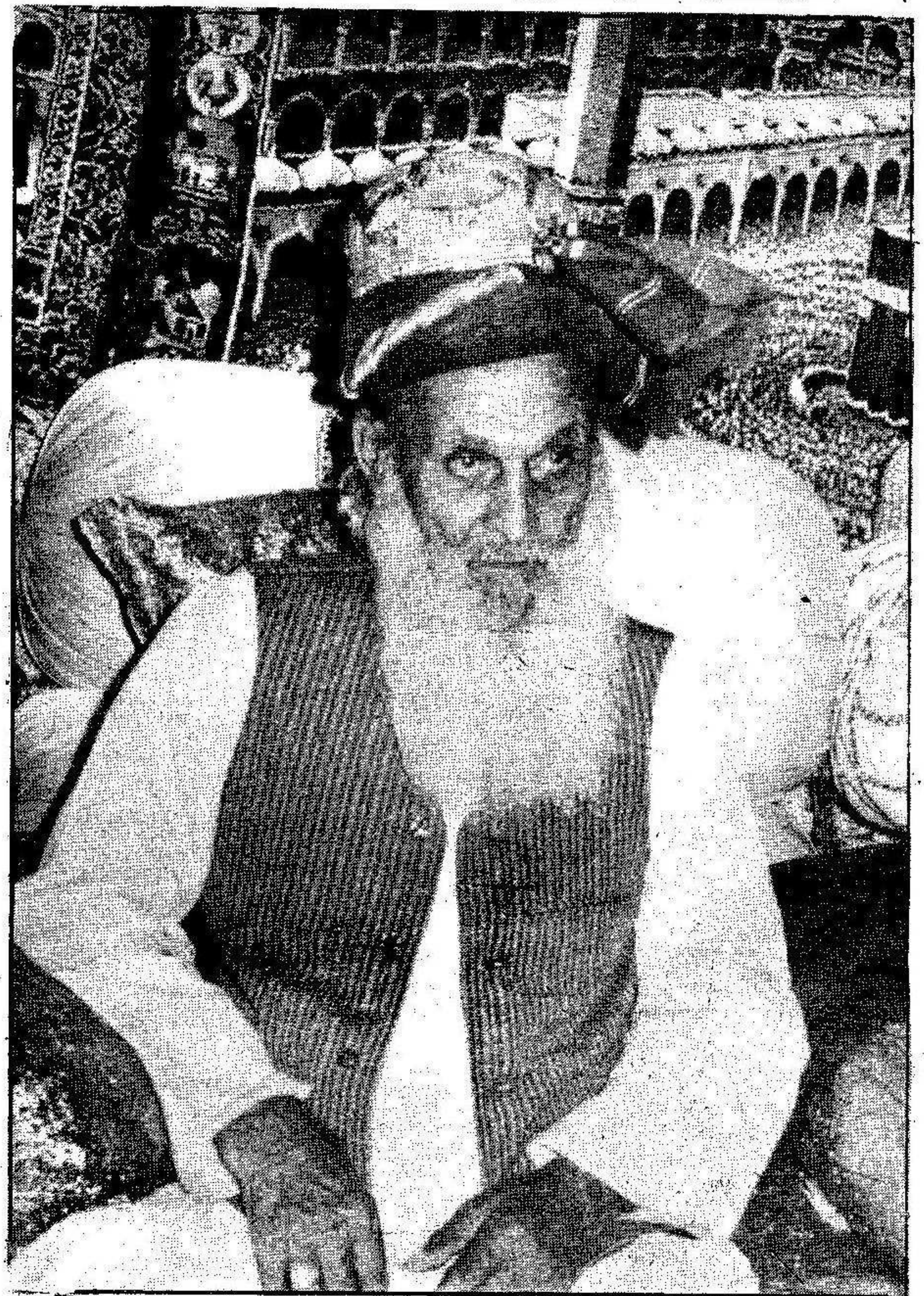
حضرت خواجہ نقیب اللہ شاہ صاحبؒ کی سخت کوشی اور محنت کا یہ عالم تھا کہ عمر رسیدہ بزرگ ہونے اور معذوری کے باوجود جہاں کہیں وقت دیتے ہر حال میں وہاں پہنچتے بارش' آندھی یا بیماری ان کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکتی تھی۔ گرمیوں کی چمکتی دھوپ اور جلتی لو میں آستانہ کی جاری تعمیر کی خود بیٹھ کر نگرانی کرتے اور جتنی دیر تک مزدور کام کرتے ان کے پاس بیٹھے رہتے تھے چہرے کی وجاہت اور آنکھوں کی چمک اور شیریں بیان آپ ہی کا خاصہ تھا آپ کے ایک مرید کے مطابق انہوں نے اپنے مرشد کو کبھی نیند کی حالت میں نہیں دیکھا جہاں کہیں جاتے ذکر اذکار اور ملاقات کی محفلیں جاری رہتی تھیں۔





آہ! حضرت خواجہ فقیر صوفی نقیب اللہ شاہؒ

باباحضور کے وصال پر سید ارشد گیلانی کی عقیدت و جذبات سے بھرپور تحریر



میرے قلم میں شدت غم سے اتنی سکت نہیں کہ وہ اپنا تعلق قرطاس سے جوڑے کیونکہ آج مجھے تخیلات کی دنیا میں گم ہوئے بغیر سکون و قرار نہیں وہ لمحات اور گھڑیاں بھلا کیسے بھول سکتا ہوں اور کون ہے جو بھول جائے .جب حضرت بابا بلھے شاہؒ ن نگری سے داتا علی ہجویریؒ کی درگاہ کو جانے والی شاہراہ نقیب آباد میں پیر طریقت راز دار حقیقت حضرت صوفی نقیب اللہ شاہؒ کا دیدار عام ہوتا۔ ہزاروں مریدین' عقیدت مند اور نیاز کیش آپ کے فیوض و برکات' انوار و اکرام سے دامن مراد بھرتے اور محبت رسولؐ کے جذبوں کے خزانے لوٹتے اور ہاں! مجھے تو وہ منظر دید آج بھی زندہ رکھے ہوئے ہے۔ جب مبلغ اسلام حضرت قبلہ پیر صوفی نقیب اللہ شاہ ذات برکاتہم عالیہ عرس کے ایام میں اپنی مخصوص ویل چیئر پر جلوہ افروز ہو کر تبسم فرماتے ہوئے بندہ نوازی فرما رہے تھے۔ صوفیوں اور عقیدت مندوں کی

ایک لمبی قطار شرف زیارت و دیدار کے لئے مودب دونوں اطراف لگی ہے ---- اور شیخ کامل نورانی مسکراہٹ اور ادائے دلبرانہ کے ساتھ اشاروں اشاروں میں بے نواؤں کو دعا --- بے چاروں کو عطا اور بیماروں کو شفا تقسیم کر رہے ہیں --- مجھے ان قصبوں، شہروں اور ملکوں کے نام تک یاد نہیں جہاں حضرت قبلہ نے اپنے قدم رنجہ فرمائے اور مخلوق خدا کے قلوب میں محبت رسول اللہ ﷺ کے گلاب مہکائے۔ عرس کی یہ ایک ہی تقریب میرے لئے حضرت کی زیارت کی ابتدا و انتہا قرار پائی۔



مالک کی منشاء و رضا

چند دن پہلے حضرت قبلہ کی زیر سرپرستی ہونے والے عرس کا اشتہار پڑھنے سے معلوم ہوا کہ ۱۱ اپریل کو ایک بار پھر سرزمین نقیب آباد پر عاشقان مصطفیٰ ﷺ کا مجمع ہوگا تو --- یقین جانئے میرے دل میں یہ ارمان اور ذہن میں حاضری کا خیال کروٹیں لینے لگا --- مگر پھر تھوڑے دنوں



بعد جو خبر میری نظروں نے دیکھی اور پڑھی اس سے پیدا ہونے والا صدمہ و اضطراب خیالات و افکار سے کہیں دور ہے آخر اس حقیقت کو ماننا پڑا کہ واقعی شیخ طریقت حضرت قبلہ صوفی نقیب اللہ شاہ صاحب بارگاہ رب العزت میں حاضر ہو چکے ہیں۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون" آپ کی جدائی، عقیدت مندوں کی سسکیاں، مریدین کے آنسو اور غلاموں کا ہجر و فراق مجھے رولاتا ہے، تڑپاتا ہے۔ لیکن حضرت کا سفید و گلابی چہرہ، عقابی نگاہیں اور نورانی ہاتھ مجھے سہارا دیتے ہیں۔ کیونکہ مے خانہ کا وہی منظر وہی کیف ہے وہی مستی ہے وہی رنگ ہے اور وہی ڈھنگ ہے اس کے باوجود سب نورانی چہرے والے افسردہ ہیں کیونکہ سرخیل صوفیاء کی مسند ابھی خالی ہے وہ نظر نہیں آرہے اسی لئے تو آنسو ہیں جو بہے چلے جا رہے ہیں مگر اے غلاموں! چشم تصور سے دیکھئے تو حضرت قبلہ جلوہ فگن ہیں۔ عطا پہ عطا اور جود و سخا جاری ہے۔ اپنی جھولیوں کو پھیلا دو یقیناً رحمت عالم ﷺ ہماری قلبی کیفیات کو جانتے ہیں، اے دیوانوں اور مستانوں ---- اپنے آنسوؤں کو روک لیجئے ---- اپنے مضطرب قلوب کو تھام لیجئے --- اور اپنے منتشر خیالات و نظریات کو سنبھالئے! مالک کی منشاء و رضا یہی تھی جسے ہم نے جان لیا اور مان لیا۔ اب تو یوم محشر سرکار دو عالم ﷺ کی نوائے حمد کے سایہ تلے ملاقات ہوگی۔

❁❁❁❁❁



قبلہ عالم حضرت صوفی خواجہ نقیب اللہ شاہؒ

قادری سہروردی، ابوالعلائی نقشبندی، چشتی صابری، جہانگیری



تحریر == افتخار حسین جنجوعہ

اہل دین سے تعلق

یہ 1973ء کی ایک نیم گرم شام کا واقع ہے کہ جب میں ایک بچہ اور جوانی کی دہلیز پر دستک دیتا ہوا ہونہار اور سمجھ بوجھ سے آراستہ طالب علم تھا۔ میٹرک کی تیاریاں کتنا جان لیوا کام ہے اس عالم سے گزرنے کے باوجود خاندانی طور پر دین سے محبت اور دینداروں کی عقیدت ہر لحہ میرے ذہن و فکر پر قبضہ جمائے رکھتی تھی۔ اگرچہ اہل مدرسہ نے تو گلا گھونٹ دیا ہوا ہے مگر خاندان کے بزرگوں کا اہل دین سے تعلق کا فیض تھا کہ اپنے گلے سے صدائے لا الہ الا اللہ بلند ہوتی رہتی تھی۔ اس وقت ایک پتلے دبلے، نکلتی قامت اور اکہری جسامت، سیاہ داڑھی والے ایک عالم دین تشریف لائے تعارف حاصل کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کا نام سید نور محمد شاہ ہے۔ چونیاں میں ہمیں مسجد بابا ولیؒ کے لیے خطیب کی ضرورت تھی اور سید نور

محمد شاہ اچھے خطیب بھی ہیں۔ ان سے ملاقات کے بعد ہم نوجوانوں نے ان ہی سے بطور خطیب تبلیغ دین کرنے کی استدعا کی۔ ہر جمعہ شاہ صاحب کے خطبات' جمعہ کے علاوہ ان کے مفوعات' پندو نصائح سے آراستہ گفتگو نے اپنی تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ ایک روز شاہ صاحب مختلف بزرگان دین کا تذکرہ فرما رہے تھے اولیاء کی کرامات' صوفی کا مقام' تصوف کی ضرورت اور اہل تصوف کا کس قدر اجمالی اور تفصیلی تذکرہ زیر بحث تھا' شاہ صاحب نے اسی سلسلہ میں قصور سے باہر لاہور کی سڑک پر قیام پذیر ایک بزرگ حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ کا تفصیلی تذکرہ فرمایا۔ بس اسی روز سے دامن دل اسی آستان سے بندھ گیا۔ وہی زلف محبت دل پر درد کے لیے کشش اور محبت کا باعث بنی۔ خدا خدا کرکے وہ مقدس گھڑی آئی کہ میں اپنے کعبہ مقصود اور قبلہ دل کی زیارت سے مشرف ہوا۔

پہلی ملاقات

پہلی ملاقات قصور میں آپ کے آستانہ نقیب آباد کے ایک حجرہ میں ہوئی اور بھی بہت سے مستانہ بادہ اور گدایان آستانہ موجود تھے ہر ایک اپنے اپنے ظرف کے مطابق ملفوظات طیبات سے اپنے باطن' میں چلا کا سامان جمع کر رہا تھا کوئی دنیا کا مسئلہ پوچھتا' کوئی دین کی بات کرتا' کسی کو ذاتی مشکلات کا غم کھائے جا رہا تھا مگر میں کم سن شعور کی ناپختگی' ناتجربہ کاری اور حضرت سے پہلی ملاقات کے حجابات سے پیچھے سہا رہا۔ جرات لب کشائی تو دور کی بات ہے قبلہ عالم کے ملفوظات اور ارشادات کے مطالب و معانی سے آگاہی بھی میرے شعور سے بالا تھی۔ لیکن اتنی بات واضح ہے کہ یہ پہلی ملاقات عمر بھر کی سب سے بڑی دولت ثابت ہوئی۔ وہ دن اور آج کا دن قبلہ عالم کا آستانہ اپنا میخانہ ہوگیا۔ آہستہ آہستہ میرے ذہنی حجابات کھلتے چلے گئے۔ مطالعہ' تحقیق' تجسس' سوچ' فہم کے



سارے راستے پگڈنڈیوں کی بجائے شاہراہیں بن گئیں۔ میں نے حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب کا ہمہ جہت مطالعہ شروع کیا۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں خود عالم دین نہیں ہوں۔ لیکن قبلہ عالم کی محفل میں علم و فضل کے موتی بکھیرے جاتے۔ قبلہ عالم بنیادی طور پر پشتو بولنے والے ضلع ہزارہ اور حال ضلع مانسہرہ کے علاقہ بٹل شریف کے رہنے والے تھے۔

غوث اعظم سے عقیدت

تصوف میں نو سلسلوں کے مجاز تھے جن میں سب پر سلسلہ عالیہ قادریہ کو غلبہ تھا۔ ہر وقت ان کی محفل میں غوث الثقلین کریم الطرفین محبوب سبحانی سیدنا شیخ القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر خیر وظیفہ حیات تھا۔ قبلہ عالم جناب غوث پاک سے اس قدر عقیدت رکھتے تھے کہ اپنے ہر مرید کو اپنے سلسلہ کا مونوگرام عطا فرماتے جس میں یہ دعا کندہ ہے۔

الٰہی خیر گردانی۔ بحق شاہ جیلانیؒ

قبلہ عالم کی خدمت میں آنا جانا وظیفہ حیات ہوگیا چونیاں اور نقیب آباد کے مابین فاصلہ تقریباً" چالیس میل کا ہے لیکن میرے تخیل اور دل کی پرواز کے لیے یہ فاصلے کبھی حائل نہ ہو پایا۔ ہمہ وقت اسی آستانہ سے دل کا لازوال تعلق برقرار رہا۔ میری یادوں کا دفتر جب کھل جاتا ہے تو ایک ایک ادا کی فلم ذہن کی سکرین پر تھرکنے لگی ہے اور سوچتا ہوں کہ کس کو پہلے بیان کروں کس کو بعد۔ سرکار غوث الثقلینؒ سے قدرتی طور پر قدیمی تعلق ہے کیونکہ ہمارے خاندان میں بہت سے بزرگ پشاور میں مقیم حضرت غوث الثقلین کی اولاد گیلانی سادات سلسلے سے عقیدت رکھتے ہیں۔ چنانچہ چونیاں میں آغا سید محمد شریف شاکر رحمتہ اللہ علیہ کی تشریف آوری ہوتی وہ بھی اکثر غوث اعظم کا ذکر خیر فرماتے۔ حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ سے تعلق کے بعد وہی وظیفہ غوثیت اپنا مقدر ہوگیا۔ جناب غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے فیض و کرم کا جو خوبصورت اظہار استاد زمن حضرت مولانا حسن بریلویؒ نے فرمایا وہ اپنی شان رکھتا ہے۔

اگر سلطنت کی ہوس ہو فقیرو
کہو شیئاً للہ یا غوث اعظمؒ

سلطنت یا غوث اعظمؒ کے دروازے کی خیرات ہے اس سے مراد فاضل شاعر نے سلطنت دنیوی لی ہے مگر میں نے نقیب آباد میں غوث اعظمؒ کے ایک گھر حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ کے پاس روحانی سلطنت کا جاہ و جلال دیکھا۔

اقبال اور تصوف

آج جب کہ تصوف' طریقت' صوفی اور سجادہ نشین پر طرح طرح کی تنقید کی جارہی ہے اور اسلاف کا جاہ و جلال واقعی مجروح ہو چکا ہے اور اقبالؒ نے جو یہ کہا تھا

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذر' دلق اویس و چادر زہرا

اقبال نے ایک اور جگہ یہ بھی فرمایا ہے

ز من بر صوفی و ملا سلامے
کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویل شاں در حیرت انداخت
خدا و جبریل و مصطفےٰ را



یعنی اقبالؒ اس صدی کے کچھ صوفیاء سے بے زاری کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ صوفیاء و ملا پر میرا سلام ہو کہ اس نے ہمیں خدا کا پیغام دیا ہے لیکن اس طبقہ کی تاویلات نے دنیا کو ایسا گورکھ دھندہ بنادیا کہ اس پر ذرا، جبرائیل اور مصطفےٰؐ کو بھی حیرت ہے۔ یعنی حکیم مشرق اقبالؒ جب طریقت اور شریعت کے آستانوں سے اس قدر بیزار ہے۔ سکول کی تعلیم میں اقبالؒ کے ان افکار سے آگاہی کے باعث ہر آدمی صوفی پر اعتبار نہیں کر سکتا کیونکہ اقبالؒ کے مرشد حضرت رومیؒ بھی کہہ چکے ہیں

اے بس ابلیس آدم روئے بہت
پس بہر دست بناید داد دست

یعنی حضرت رومیؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے ابلیس انسانی شکل میں پھر رہے ہیں۔ بیعت طریقت کے لیے بے سوچے سمجھے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دے دینا چاہیے۔ اہل تصوّف سے متعلق ان افکار کے باعث انسان سوچتا ہے کہ کسی بھی صوفی سے تعلق قائم کرتے وقت ہزار احتیاط چاہیے چنانچہ اس سوچ کا میں بھی گرفتار رہا مگر خدا بھلا کرے حضرت مولانا سید نور محمد شاہ صاحب کا کہ انہوں نے مجھے خوف و خطرے سے خالی آستانہ تصوّف کی رہنمائی کی۔ اور غوث پاکؓ کی سلطنت روحانی میں مجھے گوشہ عافیت میسر آیا اور یوں حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہؒ کے دل سے جب غوث اعظمؒ کے زمزے میری زندگی کے متاع گران بہا ہوگئے میں نے دیکھا کہ قبلہ عالم آخر اپنی زبان پر قصیدہ غوثیہ کے اشعار کو رواں رکھتے اور قبلہ عالم جناب غوث اعظمؒ کے اس شعر کو اکثر تلاوت فرماتے

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

یعنی میں نے سارے اقطاب میں اعلان کر دیا کہ سارے زمانے کے قطبو میرے آستانے میں داخل ہو جاؤ کہ تم میرا قافلہ ہو۔ اس لیے حضرت قبلہ عالم فرمایا کرتے کہ قطبیت، غوثیت اور ولایت کے تمام درجے اسی وقت کسی کو میسّر آسکتے ہیں جب وہ سیدنا غوث اعظمؒ کا غلام بن جائے۔ قبلہ عالم مولانا رومیؒ کا یہ شعر بھی اکثر گنگنایا کرتے کہ

غوث اعظمؒ جان من، ایمان من
غوث اعظمؒ جان جانِ پنجتن

خدمت خلق

محبت غوث اعظمؒ کا یہ سلسلہ قبلہ عالم سے مجھے اس تصدیق کے ساتھ ملا جو میرے بزرگوں کے ذریعے پشاور کے سادات کرام سے چلا آرہا تھا۔ قبلہ عالم نے اپنی محافل کو ایک لازوال تاثیر سے آراستہ کیا کہ صوفی خدمت خلق کرتا ہے۔ خدمت خلق پر یقین نہیں رکھتا۔ قبلہ عالم مال و دولت سے قطعاً رغبت نہیں رکھتے تھے۔ مریدوں کی جیب پر نظر، آنے والوں سے نذرانہ کی تمنا، پیسے پر معاملات کا انحصار ہرگز نہیں کرتے تھا۔ بلکہ دنیا کو دونوں ہاتھوں سے لٹاتے دیکھا کوئی بلڈنگ، زمین، زراعت اور پیسے کے ذرائع انہیں ذکر خدا اور خدمت خلق سے غافل نہ کر سکے میرے نزدیک ان کی یہی سب سے بڑی کرامت تھی۔ اس سلسلہ میں عارف رومیؒ نے تصدیق کی ہے کہ

چیست دنیا از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

یعنی دنیا خدا سے غافل ہونے کا نام ہے۔ بیوی بچے اور مال و دولت دنیا نہیں ہے۔ قبلہ عالم نے دنیا کی یہ حقیقی تعریف اپنے عمل سے ہمارے روح ذہن پر اس طرح کندہ کردی اور حقیقت کا یہ چراغ اس طرح فروزاں کیا کہ اگر زمانے کا عالم سراسر باد گرد بھی ہو جائے تو یہ چراغ مغیلاں ہرگز نمیرد کا اظہار کرے گا۔

قبلہ عالم کی کرامت

قبلہ عالم کی ایک کرامت میرے نزدیک یہ ہے کہ جس وقت ان کا وصال ہوا اس وقت ان کی عمر

مبارک صدی سے تجاوز کر چکی تھی۔ اس عالم پیری اور سفر کی ہمہ گیری کے باوجود نماز، نوافل، تلاوت اور اپنے سلاسل کے اذکار کے ناغہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قبلہ عالم نے ذاتی عمل کی دنیا تو جگمگا ہی لی تھی مگر انہوں نے اپنے حلقہ نشینوں میں نیکی کے اس نور کو دور دور تک پھیلا دیا۔ ان کے پاس حاضر ہونے والا کوئی سینہ اس تاریکی سے نجات پائے بغیر نہیں رہ سکتا تھا جس کا نام حب دنیا ہے۔

سیاح عالم

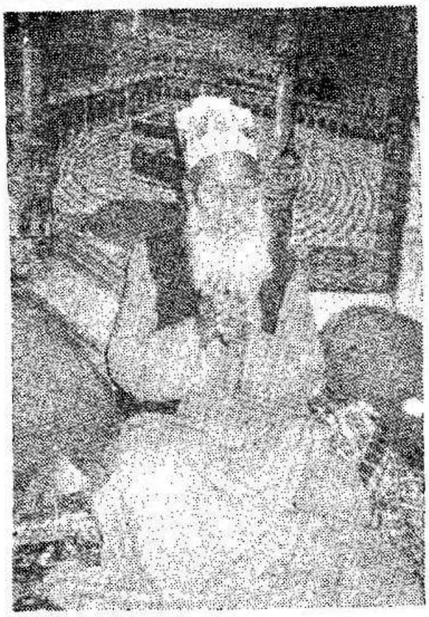
قبلہ عالم سیاح عالم تھے۔ پادر رکاب رہتے تھے۔ ریل جہاز ان کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھے مگر سفر کی مشکلات کے باوجود اپنے فرائض کی ادائیگی میں غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور اس کے ساتھ ہی خدمت خلق ان کا وظیفہ حیات تھا۔ وہ سعدیؒ کے بقول

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

یعنی طریقت خدمت خلق کے سوا کچھ نہیں ہے۔ صرف تسبیح مصلّٰی اور گودڑی طریقت کا شعار نہیں ہیں۔

محبت کا سمندر

قبلہ عالم کی زندگی کے تاثرات میں اس تاثر نے مجھے بہت متاثر کیا ہے کہ آپ عمر بھر کسی بھی شخص سے ترشروئی یا نفرت سے پیش نہیں آئے۔ آپ ہر چند کہ عقیدے کے اعتبار سے خالص سُنّی حنفی اور معروف تعبیر کے مطابق بریلوی قادری عقیدہ رکھتے تھے لیکن آپ کے آستانے پر تمام مکاتب فکر کے لوگ آتے اور ان کے اخلاق، عقائد حسنہ، اعمال صالح کی تبلیغ سے متاثر ہوتے، قبلہ عالم کو اللہ تعالیٰ نے جسطرح غنی دل، عبادت گذار طبیعت کھلے ہاتھ، سخاوت، عبادت، ریاضت، حسن خلق شیریں گفتاری اور محبوبیت دی تھی



حضرات خواجہ صوف محمد نقیب اللہ شاہ صاحب نے صدی کے متجاوز عمر پائی۔ لیکن ان کی رحلت کے صدمے نے عقیدت کیش دلوں کو ایک صدی سے بڑا قلق عطا کیا ہے ان کا اٹھ جانا گویا سحاب رحمت کا بکھرنا ہے۔ چمن کی پژمردگی اور گلوں کی خزاں رسیدگی ہے۔ ان سے جو بہاریں وابستہ تھیں۔ انکے چلے جانے سے خزاؤں میں بدل گئیں۔ آتش محبت کے شعلے بجھ گئے۔ اور شوق فراواں کا سیل بے پناہ عظیم حادثہ سے دو چار ہوا۔ کچھ لوگوں کی زندگی باعث مسرت ہوتی ہے۔ لیکن موت انتہائی صدمہ کا باعث ہوتی ہے جو موت قرار چھین لیتی ہے۔ سکون کو ذبح کر دیتی ہے۔ وصل کو ہجر میں بدل دیتی ہے۔ ملاپ کو جدائی کے صدمے دیتی ہے۔ اس موت کو "موت العالم موت العالم" کہا گیا ہے۔ ان کا وصال انکے لئے ہزاروں بلکہ گنتی سے فراواں خوشیوں کا باعث ہے کہ ان کی قبر انور محبوب خدا کے نورانی قدموں سے منور ہوگئی، مگر جس دنیا فانی میں انہوں نے اپنی محبت کے نقوش جاوداں نقش فرمائے وہ آج بلک بلک کر انھیں یاد کر رہے ہیں۔

سفر حیات تمام ہوا

ان کا سفر حیات تمام ہوا۔ کتاب حیات کو پہنچی اور مورخہ 27 رمضان المبارک مطابق 27/26 فروری 1995ء کی درمیانی رات ایک بجکر پچاس منٹ پر نقارہ ازل کی آواز پر رخصت سفر باندھا، دار فانی دار باقی کو رواں ہوئے۔ آپ کے وصال کا یہ عالم کہ اقبال کی روح وجد کرتی تھی۔

نشان مرد مومن باتو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب او

قبلہ عالم کو اتوار بدھ تک ہجوم زائرین کے باعث دفن نہ کیا جاسکا۔ چار دن خلق خدا زیارت کیلئے امڈھی پڑی تھی۔ غالباء اسی لیئے سید الاولیاء حضرت عثمان ہارونی نے فرمایا تھا

بیا جاناں تماشا کن کہ در انبوہ جانبازاں
بعد سامان رسوائی وپیش یاری رقصم

سپرد خاک

قبلہ عالم کے وصال پر بجا طور پر مرد مومن کا وصال کی اصطلاح لاگو ہوتی ہے۔



جنازے میں ہزاروں عقیدت مندوں نے شرکت کی جن میں شرف بیعت کے مشرف لوگ تو تھے ہی علاقے بھرسے سیاسی، سماجی، دینی اور مختلف مکاتب فکر کے بہت بڑے اجتماع نے جنازہ میں شرکت کا شرف حاصل کیا۔ یکم مارچ 1995ء بروز بدھ افطاری سے تھوڑی دیر قبل آپ کے اصل آستانے میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اور آپ کا مزار مبارک سب زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔ اقبال فرماتے ہیں۔

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے



باباحضور کے سلسلہ کو آگے بڑھانا کسی بڑے امتحان سے کم نہیں ہے

سجادہ نشین کرنل صوفی محمد عظمت اللہ شاہ سے خصوصی انٹرویو

صاحبزادہ صوفی کرنل محمد عظمت اللہ شاہ ۱۹۴۵ء کو بٹل شریف میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وہیں پائی ۱۹۶۲ء میں کوئٹہ سے میٹرک اور اسلامیہ کالج قصور سے ایف کیا بعد ازاں سال چہارم کے طالب علم تھے کہ آرمی میں ۱۹۶۶ء میں کمیشن مل گیا عسکری تربیت مکمل کرنے کے بعد گائیڈز انفنٹری میں ملک کے مختلف شہروں میں خدمات سرانجام دیں ۱۹۹۲ء میں میجر سے لیفٹیننٹ کرنل کے عہدہ پر ترقی ملی باباحضورؒ نے سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف مقرر فرمایا۱۹۹۴ء باباحضورؒ کے حکم پر ریٹائرمنٹ لے لی اور اب حضرت قبلہ صوفی خواجہ نقیب اللہ شاہ صاحبؒ کی رحلت کے بعد ان کے مسند جانشین پر جلوہ افروز ہیں۔ صاحبزادہ صاحب سے ایک خصوصی نشست میں ہونے والی گفتگو سے قارئین کے استفادہ کے لئے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

سانحہ عظیم

بابا حضورؒ کے وصال کے بعد کا عرصہ میرے لئے کسی بڑے امتحان سے کم نہیں تھا کیونکہ ان کے سلسلہ کو آگے بڑھانے کے لئے مجھ پر بہت بھاری ذمہ داری آن پڑی تھی ذاتی طور پر میں محسوس کرتا تھا کہ میری کیفیت صحرا میں اس اکیلے درخت کی سی ہے جو بارش، طوفان، گرمی، سردی ہر قسم کے موسم کا مقابلہ کرتے ہوئے قائم رہے اور چھاؤں مہیا کرے۔ اللہ تعالٰی کا بہت شکر ہے کہ میں دامے درمے سخنے اپنی ذمہ داری نبھانے میں کسی حد تک کامیاب رہا ہوں۔

"سچائی کا راستہ"

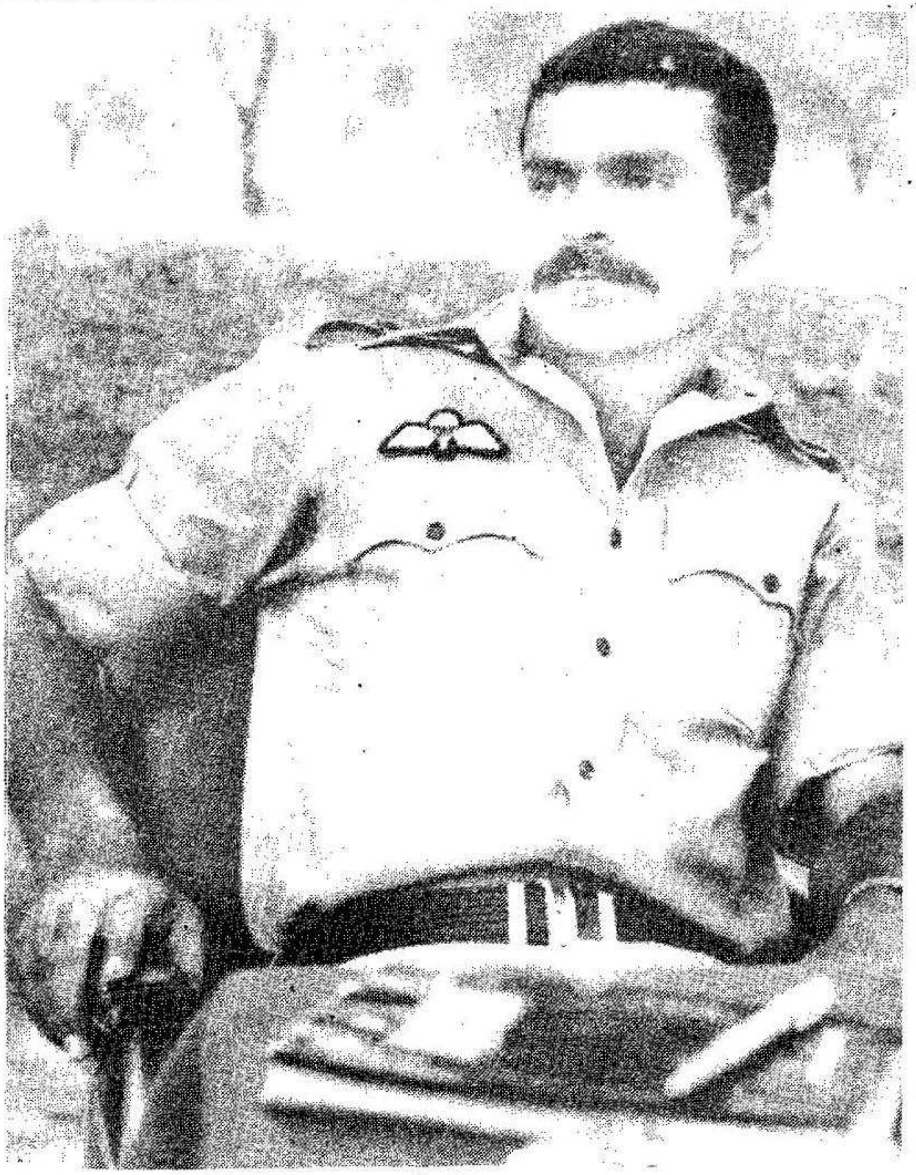
میرے لئے سب سے اہم بات یہ تھی کہ بابا حضورؒ ہمارے لئے جو راستہ متعین کر گئے تھے خود بھی اس پر چلوں اور اپنے تمام بھائیوں کو بھی اس راستے پر چلاؤں کیونکہ وہ عقیدت محبت، سچائی کا ایسا راستہ تھا جو ہمیں دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

بدقسمتی سے چند لوگ ذاتی مفادات کی وجہ سے بابا حضورؒ کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ گئے بلکہ انہوں نے اس "سلسلہ" کو خراب کرنے کی کوششیں بھی کیں ایسے افراد میں میرے ایک بھائی جن سے بابا حضور نے اپنی زندگی میں ہی نافرمانی کی وجہ سے قطع تعلق کر لیا تھا پیش پیش ہیں انہوں نے زندگی کے ہر معاملہ میں بابا حضورؒ کی نافرمانی کی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا جس پر مجبوراً بابا حضورؒ کو اس سے قطع تعلق کا فیصلہ کرنا پڑا۔

قبلہ صوفی عظمت اللہ شاہ صاحب نے کہا کہ انہیں بچپن سے راستبازی صاف گوئی اور دوسروں سے محبت کا سبق دیا گیا جس میں وقت کے ساتھ ساتھ پختگی آتی گئی اور انہوں نے ہمیشہ سچ بولنے کو ترجیح دی ہے۔

اللہ اور اس کے رسول کا راستہ

انہوں نے کہا کہ تصوف کے اپنے اصول و قوانین ہیں جن کو اپنائے بغیر آگے نہیں بڑھایا جا سکتا۔ تصوف کا یہ اصول ہے کہ جب آپ کو پیر حکم دیں پھر مرید کریں اور فلاح دین و دنیا کے کام سرانجام دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسلامی اصولوں کے عین مطابق لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول مقبولؐ کے راستے پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کی باطنی تطہیر



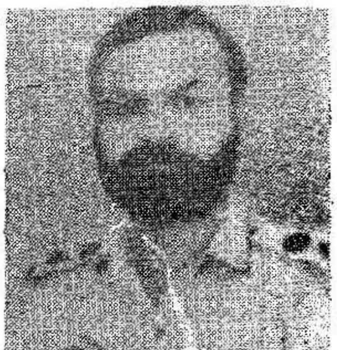
73ء بطور میجر



1962ء میں بطور طالب علم



78ء بطور میجر



94ء بطور کرنل

کے ساتھ ساتھ ذہنوں کو روشن اور سوچوں کو پاک کرنے کی عملی کوشش کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ اپنے ذاتی مفادات کو پس پشت ڈال کر اور تمام اختلافات بھلا کر بھائی بھائی بن جائیں ان میں مثالی دوستی قائم ہو جائے تاکہ ایک بہترین معاشرہ وجود میں آئے دراصل ذاتی خواہشات کی نفی ہی انسانی عظمت کی دلیل ہے۔

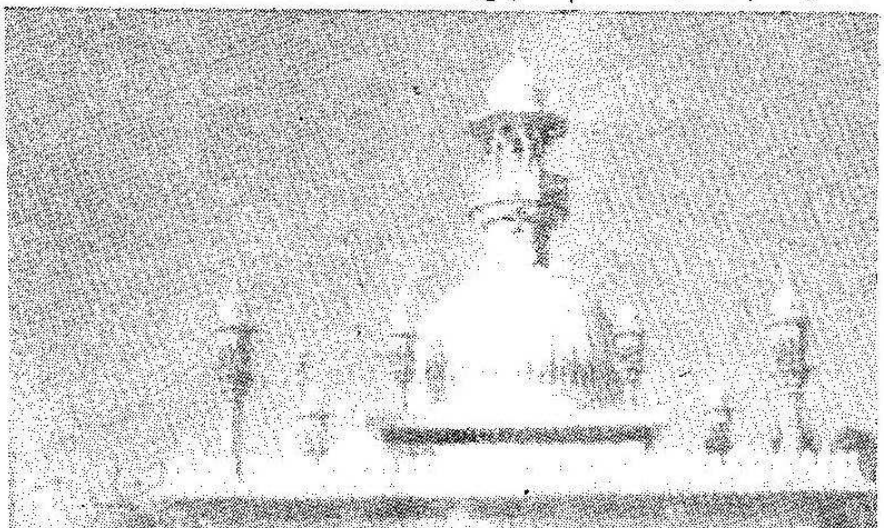
جو دم غافل سو دم کافر

بابا حضورؒ فرماتے تھے کہ جب بھی لیٹو تمہارے ہر سانس سے لا الہ لا کا ذکر جاری ہو آپ ایک مصرعہ فرماتے تھے جو دم غافل سو دم کافر، اس کا ذکر کرتے سو جاؤ اور اسی حالت میں اٹھو، کیونکہ ہر سانس کا حساب ہوگا۔

انٹرنیٹ کے ذریعے پوری دنیا کو روحانیت کا پیغام دے رہا ہوں

ثقافتی یلغار کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں محترم سجادہ نشین نے کہا کہ ہمارے ہاں دینی تعلیم کے فروغ کے لئے مختلف فرقے بن گئے ہیں جو اپنے اپنے انداز میں تعلیم دے رہے ہیں جس سے مختلف مسائل اور نفرتیں لے رہی ہیں۔ جب تک روحانی علم کو ذریعہ تعلیم نہیں بنایا جائے گا۔ اس وقت تک ہم اسلام کے عملی نفاذ میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کتنی بد قسمتی کی بات ہے کہ مسلمان ممالک جو اتنے وسائل رکھتے ہیں دور حاضر کی دار میڈیا میں بہت کمزور ہیں اور ان کا کوئی دینی چینل نہیں ہے مسلمان ممالک کو اپنی بقاء کیلئے دینی چینلز قائم کرنے چاہیں یہ وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے ورنہ وہ بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ خود انٹرنیٹ کے ذریعے پوری دنیا میں روحانیت کے پیغام دے رہے ہیں اور انٹرنیٹ پر ان کا انگریزوں عیسائیوں یہودیوں سے رابطہ رہتا ہے جو ان سے اسلام کے بارے میں مختلف سوال کرتے ہیں اور انہیں اپنے ہاں گفتگو کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کچھ بابا حضورؒ کے عرس پر بھی آئیں۔ مجھے بتائیں کہ اسلامی دنیا کے کتنے خانوادے اور علماء ہیں جو انٹرنیٹ پر اسلام کی ترویج کے لئے کام کر رہے ہیں؟





بابا حضورؒ کے مزار شریف کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ میں نے بابا حضورؒ سے اس سلسلہ میں متعدد مرتبہ اجازت حاصل کرنے کی کوشش کی اور بابا حضورؒ مجھے اجازت عنایت کرنے کا وعدہ کرتے رہے۔ بالآخر 25 جون 96ء کو راولپنڈی میں انہوں نے مجھے عالم بالا سے مزار شریف بنانے کی اجازت دیتے ہوئے حکم دیا میں کام شروع کروا دوں میں نے صوفی محمد افضل شاہ موہڑا ہتھیال تحصیل گوجر خان کو اپنے پاس بلایا اور باباجی کا حکم بتاتے ہوئے مزار شریف کی تعمیر ان کے ذمہ لگا دی اس طرح 29 جون 96ء کو مزار کی تعمیر کا آغاز ہو گیا۔ اس مرد درویش نے اپنی ٹیم کے ساتھ دن رات ایک کر کے 5 ماہ کی ریکارڈ مدت میں مزار کا کام مکمل کر دیا اور تاریخ میں شاید ہی ایسی کوئی مثال ہو کہ 5 ماہ کے مختصر عرصے میں مزار کا اتنا بڑا کام پایہ تکمیل کو پہنچا ہو۔ اس مرد درویش نے اپنے گھر بار بیوی بچوں کو چھوڑ کر مسلسل اس کام کی نگرانی کی، صوفی الحاج حاجی احمد (کلر سیداں) نے بھی انکا پورا پورا ساتھ دیا اور شب و روز کی محنت سے وہ کام کر دکھایا جو تاریخ میں آج تک کوئی نہیں کر سکا ورکنگ پارٹی کے انچارج صوفی محمد اکرم خاں اب بھی کام کر رہے ہیں۔



پانچ فقہ کے عالم

بابا حضور" شاید ایک ہی دن سکول گئے تھے اور اُمّی ہونے کے باوجود پانچ فقہ کے عالم تھے اور دینی دنیاوی اور تصوف کے علم کا خزانہ تھے اور میں نے بی اے میں اقبالیات باباحضور" سے پڑھی۔

باباحضور کا کمال

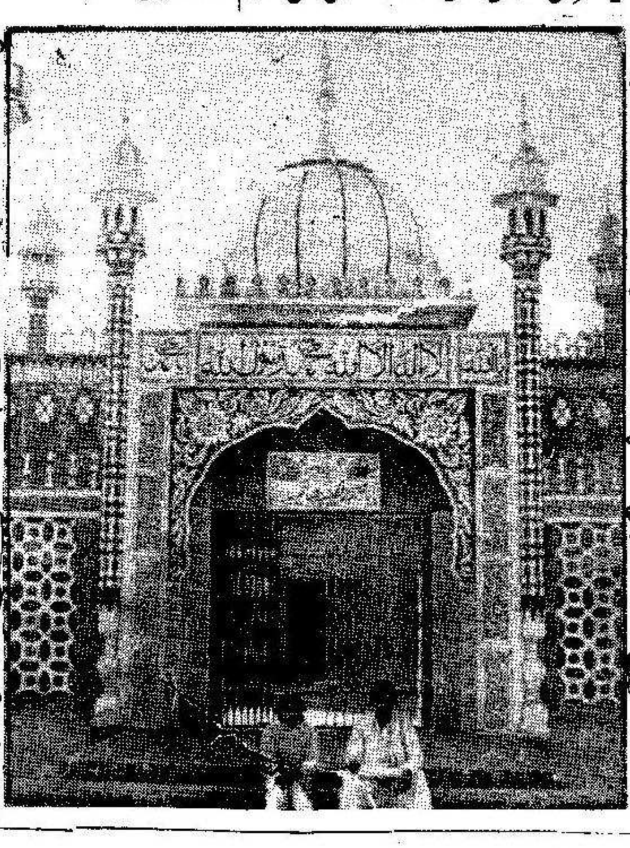
بابا حضور" نے ہماری تربیت گھر میں اپنی نگرانی میں کی کیونکہ ہمارے مدرسوں اور اداروں میں ہونے والی تعلیم و تربیت کی کوئی حیثیت نہیں رہی بلکہ ہمارے معاشرہ میں اس نام کی کوئی شے نہیں ہے۔ اگر یہ واقع تربیت گاہیں ہوتیں تو آج ہمارا معاشرہ بلندی پر ہوتا --- مگر باباحضور" نے کمال کیا ایک عام آدمی کو لیا' پاس بٹھایا' مرید کیا اس پر محنت کی اور وہی عام آدمی جسے کوئی پوچھتا تک نہ تھا صوفی صاحب کہلایا۔

باباحضور کی مثالی تعلیم و تربیت

سچی بات تو یہ ہے کہ ہم زندگی میں بچپن سے لیکر جوانی اور اب تک باباحضور" کو باپ کے روپ میں دیکھ نہیں سکے جب وہ نظر آئے محسوس کیا ایک فقیر اور درویش کے روپ میں پایا اور تمام عمران کے اسی روپ سے ہم نے عشق کیا جبکہ بابا حضور" نے پہلے دن سے ہی ہماری تربیت کا ایسا انداز اپنایا کہ ہم اپنا آپ بھول گئے یہ سب کچھ ہمیں ایسے ہی نہیں مل گیا بلکہ باباحضور" نے اپنے ساتھ ہمیں سختیوں سے گزارا' محنت کروائی' جسمانی محنت' ننگے پاؤں کئی کئی میل پیدل چلے' عید کا دن ہے پرانے پھٹے کپڑے پہنے گزر کیا غرض کونسی سختی اور تکلیف ہے جسکی بھٹی سے ہمیں بابا حضور" کی تربیت کے دوران گذرنا نہیں پڑا --- حتیٰ کہ اماں حضور" کی مرقد پر ان کی عظمت کو ایسے ہی سلام نہیں ہوتا انہیں بھی بابا حضور" نے اپنے ساتھ کھیتوں اور مکانوں پر مزدوری تک کرائی جس کا عام آدمی تصور نہیں کر سکتا اور بابا حضور نے آزمائش کی بھٹی سے گزار کر کندن بنایا۔

مفسر قرآن

مجھے فوج میں جانے کے بعد باباحضورؒ کے انداز تعلیم و تربیت کا ادراک ہوا جب میں نے وہاں قرآن و حدیث ' تفسیر اور فقہ کی موٹی موٹی کتب پڑھیں جنہیں پڑھ کر میں حیران ہوتا کہ فلاں وقت باباحضور" نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی تھی بابا حضور" قرآن و حدیث کو انتہائی سادہ الفاظ میں بیان فرمایا کرتے جتلانا بھی نہیں کہ میں قرآن کی فلاں آیت کا ترجمہ کر رہا ہوں یا فلاں حدیث کا ترجمہ کر رہا ہوں یعنی مخاطب پر اپنے علم اور قرآن و حدیث کی تفسیر پر دسترس کا رعب نہ پڑے حتیٰ کہ اس کا حوالہ دیئے بغیر بات کو آدمی کے دل میں اتار دینا بابا جی" کی تعلیم کا **خاصہ تھا**



اقبالیات پر عبور

بچپن ہی سے بابا جی نے باقی اولاد کے مقابلہ میں مجھے ترجیح اور میری تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ سکول میں مجھے فارسی پڑھائی' عربی کے لئے کوئٹہ کے قاضی کا شاگرد بنایا عربی دورہ حدیث میں نے ان سے پڑھی' گھر آنے کے بعد رات کو محفل روزانہ کا معمول تھا اور مجھے بٹھا کر بابا حضورؒ قرآن و حدیث اور تصوف کے بڑے بڑے مسائل بیان کرتے روزانہ نماز عشاء کے بعد محفل جمتی اور اسی وضو سے بابا حضور صبح کی نماز ادا کرتے --- کالج کے دور میں بابا حضورؒ نے مجھے اقبالیات کی تعلیم کا خصوصی اہتمام کیا اب بھی اقبالؒ کا تمام کلام میرے پاس موجود ہے جس پر بابا جی سے روزانہ نشست ہوا کرتی تھی اور بابا حضورؒ دلکش پیرائے میں اقبالؒ کے کلام کی تشریح کیا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ سلطان باہوؒ بابا بلھے شاہؒ ' بابا فریدؒ غرض جتنے بھی صوفی شعراء گذرے ہیں ان سب کا کلام بابا حضورؒ کے پاس موجود تھا اور اب بھی بعض کتب بوسیدہ حالت میں ہیں جو انڈیا سے لائے تھے مجھے پڑھائیں اور میں بچہ تھا ان سے سوالات کرتا جن کا جواب بابا حضورؒ انتہائی سادہ انداز بیاں میں دیتے کہ قرآن حدیث' فقہ اور تصوف کے دقیق مسائل بھی ذہن پر نقش ہو جاتے۔

"تفرقہ ڈالنے والے"

بحیثیت مسلمان ہمیں اس امر پر غور و فکر کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات بے مقصد تخلیق نہیں کی بلکہ اس کے بہت بڑے مقاصد ہیں اگر ہم قرآن کی تعلیمات کو سامنے رکھیں تو ہم کبھی بھی ناکام نہیں ہو سکتے قرآن کریم حکم دیتا ہے کہ " لاتفرقو" لوگوں میں تفرقہ نہ ڈالو اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ قرآن کے احکامات کی نفی کرتے ہیں انہیں آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔



فرشتہ اور انسان

بابا حضورؒ نے اس بات کی عملی طور پر تربیت دی اور زندگی کے بہت قریب ہو کر یعنی بابا حضورؒ نے فرشتہ بننے کی کوشش نہیں کی انسان بننے کی سعی کی ---- کبھی نہیں کہا کہ ویرانے' کنویں میں بیٹھ جاؤ بلکہ دنیا میں رہ کر سب کرو۔

اللہ کی رضا کیلئے

بابا حضورؒ فرماتے تھے دنیا تو ہے ہی نہیں سب دین کا حصہ ہے اور ہم جو روٹی کھاتے ہیں سب سے بڑی عبادت ہے کوئی کام بغیر نیت نہ کرو روٹی بھی کھاتے ہو تو اللہ کے لئے کھاؤ یعنی جب منہ ' پیٹ اور بھوک اللہ نے لگائے تو نیت کرو کہ اے اللہ میں تیری رضا کے لئے کھانا کھا رہا ہوں تاکہ مجھ میں خون پیدا ہو طاقت آئے اور تیری مخلوق کی خدمت کر سکوں' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کھانا شروع کرو تو وہ کھانا بھی عبادت ہو گا۔ اللہ کے لئے کھاؤ' اپنے لئے کھاؤ گے تو حساب ہو گا۔ اگر سوتے ہو ' آرام کرتے ہو تو اللہ کی رضا کے لئے نیت کر کے تو عبادت میں شمار ہو گا۔

باطنی تطہیر

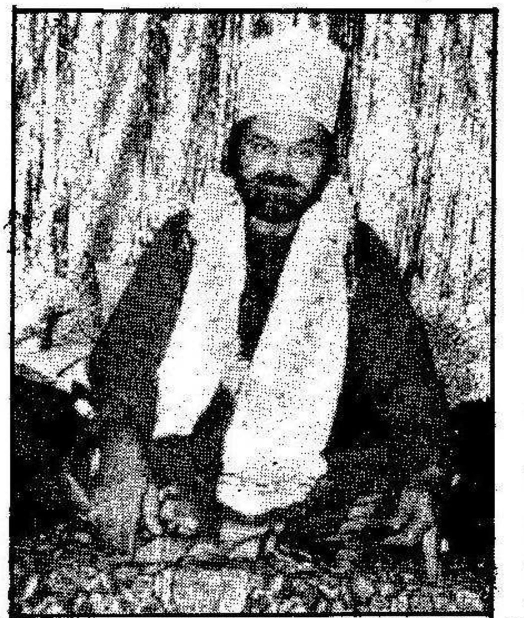
اور بھی بہت سے بڑے بڑے نام ہیں ان لوگوں میں اور ہمارے درمیان آپ کو ایک واضح فرق محسوس ہو گا باقی لوگوں کی تربیت اور بابا جیؒ کی تربیت کا انداز! سب بابا حضورؒ کا کمال ہے ہمارا اٹھنا' بیٹھنا' کھانا' چلنا' ملنا' ہر چیز عام لوگوں سے مختلف ہے کیونکہ ان کی تربیت ہی صحیح اسلامی روح کے مطابق ہوئی ہے۔ بابا حضورؒ سختی سے فرمایا کرتے تھے کہ پلیٹ میں اتنا ہی ڈالو جتنا تم کھا سکتے ہو۔ چھوڑنا نہیں ہے --- پلیٹ صاف کرو' ہاتھ کے ساتھ کھانے پر زور دیتے' یہی اسلامی تعلیمات ہیں --- بابا حضورؒ دستر خوان سے تربیت کا آغاز کرتے تھے۔ بعض اوقات جان بوجھ کر اگر دس آدمی بیٹھے ہیں تو چار آدمیوں کا کھانا منگواتے اور اگر پہلے آدمی نے بابا حضورؒ کے کہنے پر اپنی پلیٹ میں اگر زیادہ ترکاری ڈال لی تو بس اس کی سختی آگئی بس اس وقت پکڑ لیتے اور فرماتے کہ دیکھو تم انسان نہیں ہو! یہ باقی انسان نہیں ہیں جتنی مقدار میں ترکاری آئی ہے اس کے حساب سے ہمارا فرض بنتا ہے کہ اپنے حصے کا اندازہ لگاؤ اور پلیٹ میں اس سے بھی کچھ کم ڈالو --- یعنی بابا حضورؒ اس حد تک عام زندگی میں تربیت پر نظر رکھتے تھے۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ ہمارے اندر اسلام کی اصل روح "اپنی ذات کی نفی" (Self denies) آجائے۔

لازم و ملزوم

روحانیت اور مادیت لازم و ملزوم ہیں یہ کبھی بھی ایک دوسرے سے الگ نہیں کی جا سکتیں کیونکہ انسان کے باہر جو کچھ ہے وہ مادیت ہے اور اندر سب کچھ روحانیت ہے جو ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔

علمائے کرام

علمائے کرام کا میرے دل میں بہت احترام ہے علمائے ظاہر کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے ان کی طرف اسلام کی بنیادی تعلیم کے بعد علمائے باطن (صوفیاء) کا کام شروع ہوتا ہے جو انسان کے اندر روحانیت کے لئے محنت کرتے ہیں۔ چند سرکاری درباری عالم کہیں گڑ بڑ بھی کرتے ہیں مگر مجموعی طور پر ہمارے علمائے کرام الحمد اللہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔



ہمارے حکمرانوں کا آقا اس وقت امریکہ بنا ہوا ہے لیکن میرا دعویٰ اور یقین ہے کہ آئندہ پچاس سال کے اندر اندر امریکہ پر مسلمانوں کی حکومت ہوگی انشاء اللہ باوجود اس کے کہ اس وقت پوری دنیا میں مسلمان یہود و نصاریٰ کی سازشوں کا شکار ہیں اکیسویں صدی ء غلبہ اسلام کی صدی ثابت ہوگی اس وقت نہ صرف امریکہ بلکہ پورا مغرب اس امر سے خوفزدہ ہے اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی کاروائیاں کر رہے ہیں۔ مگر ہم انشاء اللہ غالب و کامران ہوں گے۔

باباحضور کے دو عظیم دوست — حاجی دین محمد اور فیروز خان

باباحضورؒ کے دو عظیم دوست تھے جو بچپن سے لے کر آخری عمر تک ان کے ساتھ رہے اور ان کے درمیان مثالی دوستی پوری زندگی قائم رہی۔ باباحضورؒ کے یہ دونوں دوست ماشاء اللہ حیات ہیں ان میں سے ایک نیشنل فلور ملز قصور کے مالک حاجی دین محمد قصور میں رہائش پذیر ہیں اور دوسرے فیروز خان بڈل شریف میں رہتے ہیں۔

باباحضورؒ جب بھی بڈل اپنے گھر جاتے پہلے اپنے اس دوست سے ملتے پھر دوسروں سے ملتے بعض اوقات ہفتہ بھر ساتھ رہتے اکٹھے کھاتے پیتے خوب وقت گذارتے میں جب اس عظیم شخصیت سے ملنے جاتا ہوں تو انکا پہلا فقرہ یہ ہوتا ہے "میں کس لئے زندہ ہوں میری زندگی کا کوئی مقصد نہیں رہا" انہوں نے باباحضورؒ کی جدائی کا اتنا غم کیا کہ وصال کے بعد سے اب تک چارپائی پر دراز ہیں اور ہر لحہ باباحضورؒ کو یاد کرتے ہیں۔

حاجی دین محمد سے باباحضور کو خصوصی محبت تھی باباجی اپنے دل کی باتیں حاجی صاحب سے کرتے اور اہم کاموں میں ان سے ضرور مشورہ کرتے۔ باباحضورؒ نے مجھے بھی نصیحت کی کہ حاجی صاحب کو وہی عزت و احترام دوں اور ان سے ہمیشہ مشاورت کروں۔ نوجوانوں میں باباجی حضورؒ کو افتخار حسین جنجوعہ (چونیاں) سے بہت پیار کرتے جب محفل میں افتخار کو دیکھتے تو اسے اپنے پاس بلا لیتے اور شفقت فرماتے۔



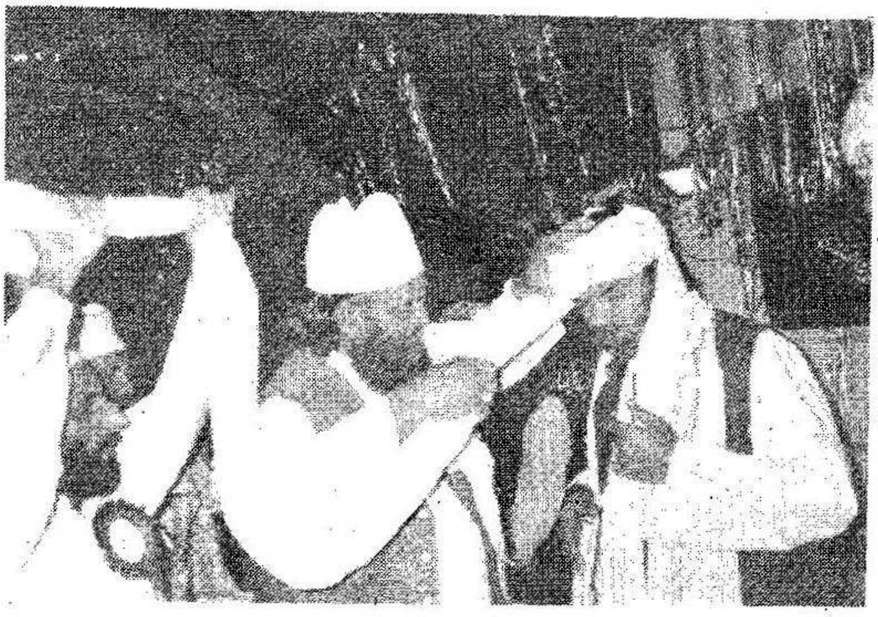
حاجی دین محمد (درمیان میں) باباحضورؒ کا آخری دیدار کر رہے ہیں۔



صاحبزادہ محمد اسد اللہ شاہ کے ہمراہ

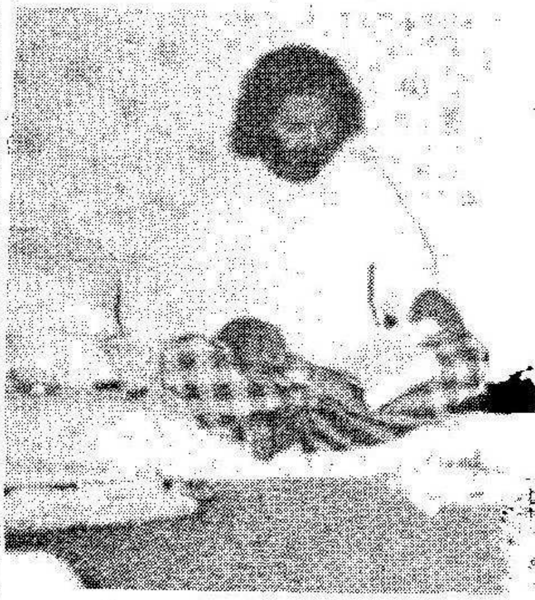


نامور قوال نصرت فتح علی خاں مرحوم کے ساتھ
حجرہ نقیب آباد میں تشریف فرما ہیں۔



سکھر میں کرنل صوفی محمد عظمت اللہ شاہ کی نقشبندی سلسلہ
کی دستار بندی کی جارہی ہے۔





سجادہ نشین کرنل عظمت اللہ شاہ صاحب بریڈ فورڈ برطانیہ میں قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے۔

کرنل صوفی عظمت اللہ شاہ صاحب نیلسن انگلینڈ میں خلیفہ صوفی سلیم کے ہمراہ کھڑے ہیں۔



کرنل صوفی محمد عظمت اللہ شاہ صاحب کا نیلسن شہر میں پر جوش استقبال کیا جارہا ہے۔

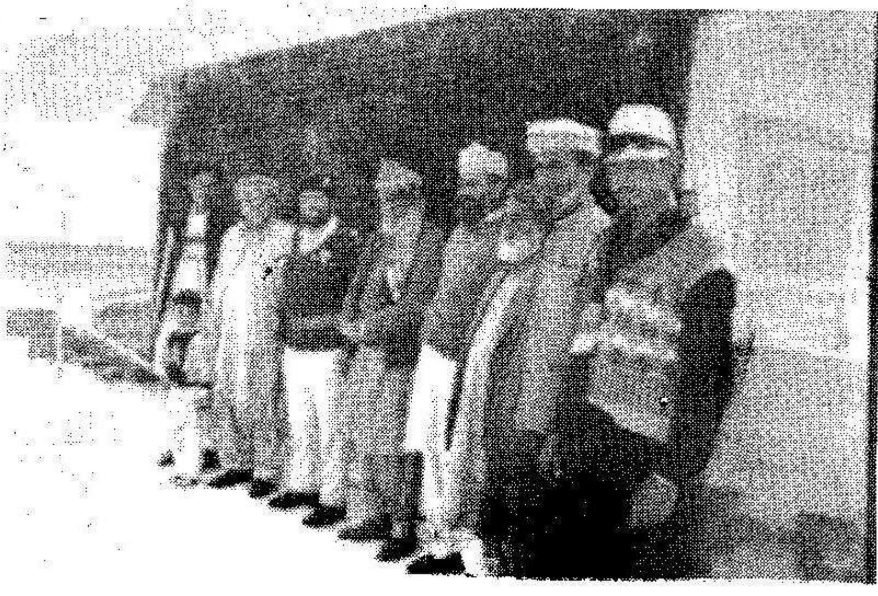
راولپنڈی سے صوفی ایم اے ٹی ستی صاحب کی طرف سے ہمیں باباحضورؒ کے دورہ راولپنڈی کے دوران اتاری گئی چند تصاویر موصول ہوئیں جن میں سے زیر نظر تصاویر ہم بعد شکریہ شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)



صوفی ایم اے ٹی ستی ہمراہ باباحضورؒ



باباحضورؒ، ایم اے ٹی ستی اور ولید ستی
محفل سماع کے دوران



باباحضورؒ کی محفل کے دوران صوفی ایم اے ٹی ستی اور
میجر محمد اسلم دیگر بھائیوں کے ہمراہ

پبلشرز و چیف ایڈیٹر رانا عبدالشکور خان۔
پرنٹر سیف الدین ابوالمعالی پریس لاہور
مقام اشاعت: چونیاں

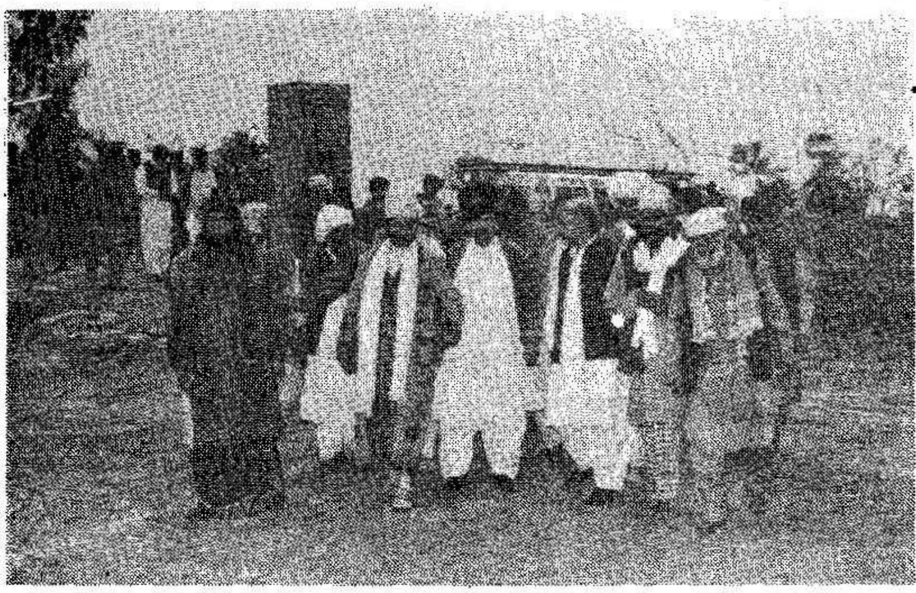




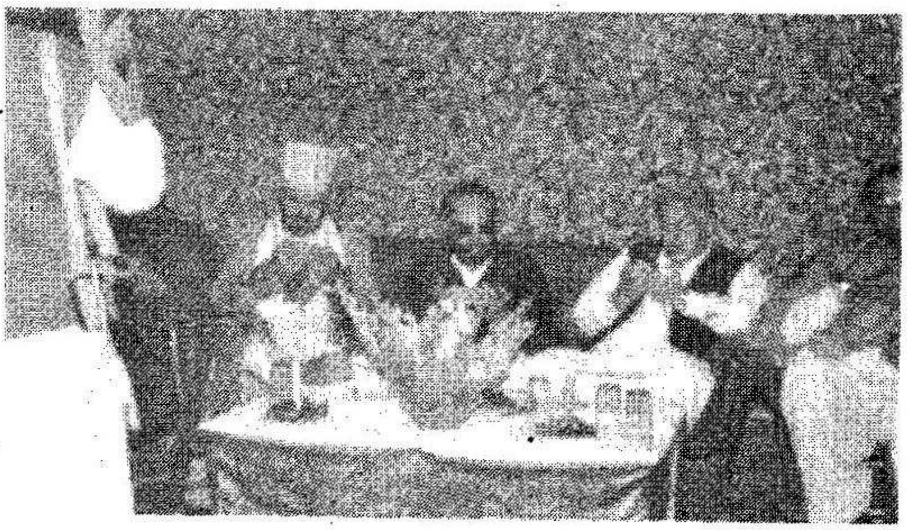




آسماں تری لحد پہ شبنم فشانی کرے ۔ سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے



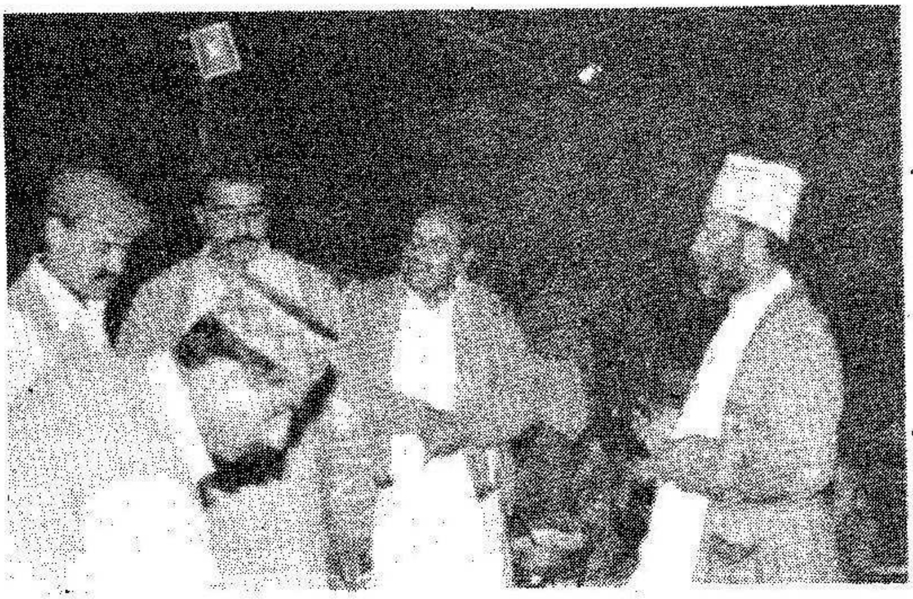
سجادہ نشین کرنل صوفی محمد عظمت اللہ شاہ صاحب اظہر جمال جنجوعہ اور افتخار حسین جنجوعہ کی طرف سے دربار فلنگ اسٹیشن (چونیاں ٹھینگ روڈ) میں افطار ڈنر میں شرکت کے لئے آمد پر پیر مختار احمد ایم پی اے' رانا محمد طارق'رانا عبدالشکور'حاجی چوہدری جہانگیر آف ماجرا و دیگر معززین کے ہمراہ



صوفی کرنل محمد عظمت اللہ شاہ صاحب دعا مانگتے ہوئے ہمراہ ڈپٹی پنجاب اسمبلی سردار حسن اختر موکل' پیر مختار احمد ایم پی اے بیٹھے ہیں۔



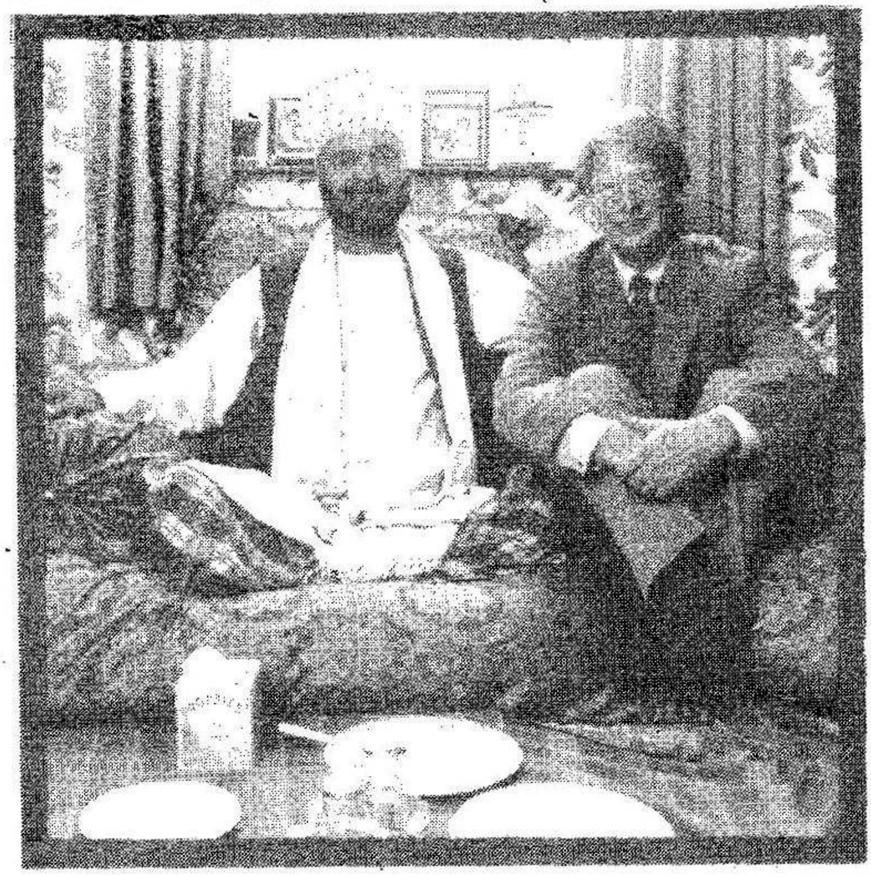
کھانا تناول فرماتے ہوئے ریاض حسین جنجوعہ اور افتخار حسین جنجوعہ کے ہمراہ۔



عوامی ثقافتی انجمن چونیاں کے سرپرست اعلیٰ میاں ثناء خالق، راناعبدالشکور خاں ایڈووکیٹ اور افتخار حسین جنجوعہ کے ساتھ محو گفتگو ہیں۔

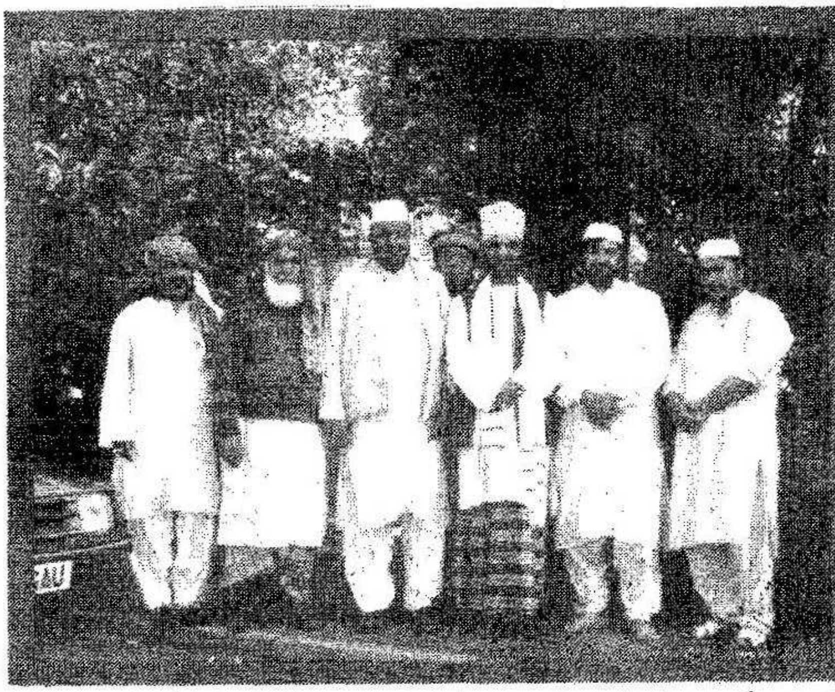


اظہر جمال جنجوعہ کے ساتھ ان کے گھر میں تشریف فرماہیں۔





صوفی سید محمد عظمت اللہ شاہ صاحب دورہ انگلینڈ میں
سرکاری فوٹوگرافر مسٹر راس کے ہمراہ



سجادہ نشین صوفی سلیم صوفی امین اور دیگر عقیدت مندوں کے ہمراہ کھڑے ہیں۔

اقوال حضرت علیؓ

☆ اللہ سے ڈرو پھر تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

☆ اللہ کی اطاعت سے دل کی تمام بیماریوں کو شفا ملتی ہے۔

☆ اللہ کی چھوٹی سی چھوٹی نعمت کا بھی شکریہ ادا کرو۔

☆ دنیا کی محبت ہماری بدبختی کا باعث ہے۔

☆ دنیا بادلوں کی پرچھائیں اور زندگی ہونے والے کا خوف۔

☆ یہ دنیا ایک پل ہے جو دوسری دنیا سے ملاتا ہے۔

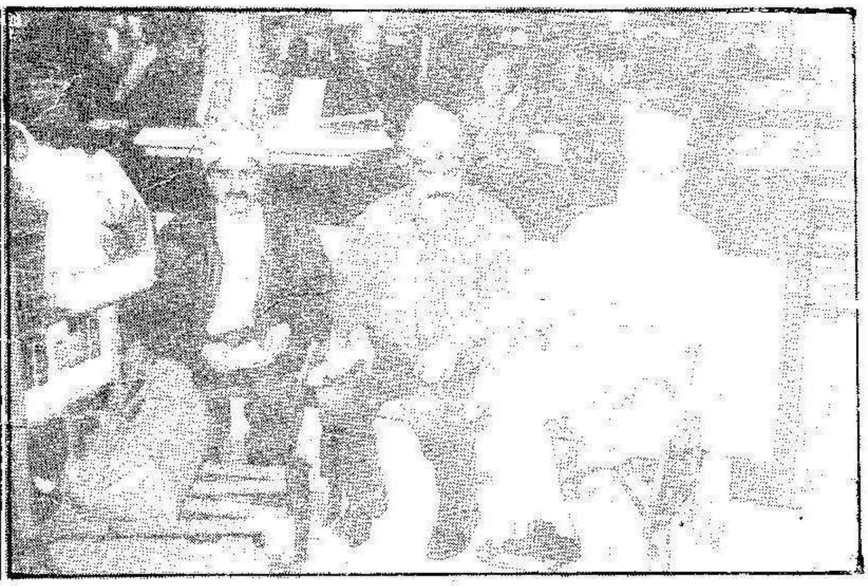
☆ جس کے دل میں اللہ کا خوف ہے وہ محفوظ ہے۔

☆ ایک عورت کے لئے جہاد یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کو خوش رکھے۔

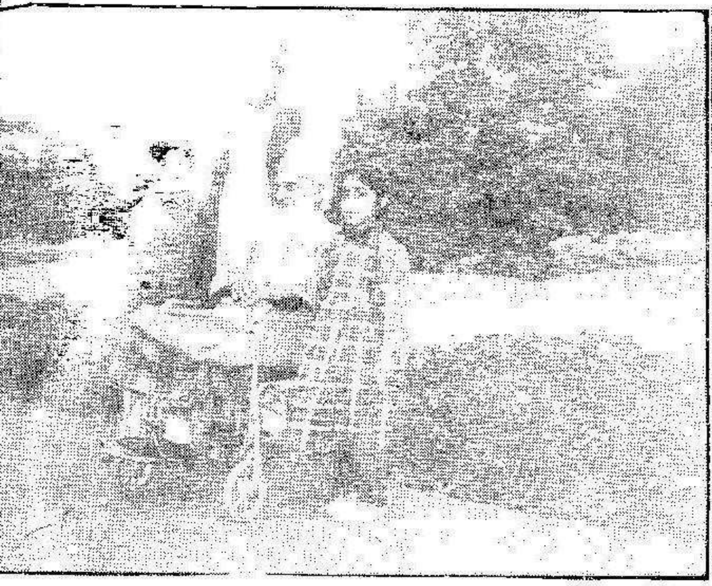
سید فقیر حسین شاہ۔ ہرچوکی

تمنا دردِ دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی، نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

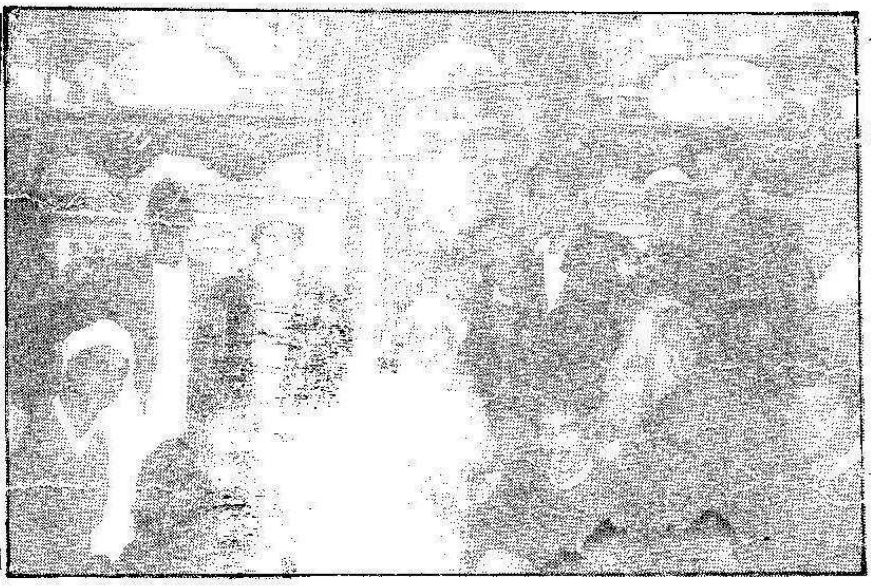
رحلت سے قبل باباحضورؒ کے غیر ملکی دورہ کی تصاویر



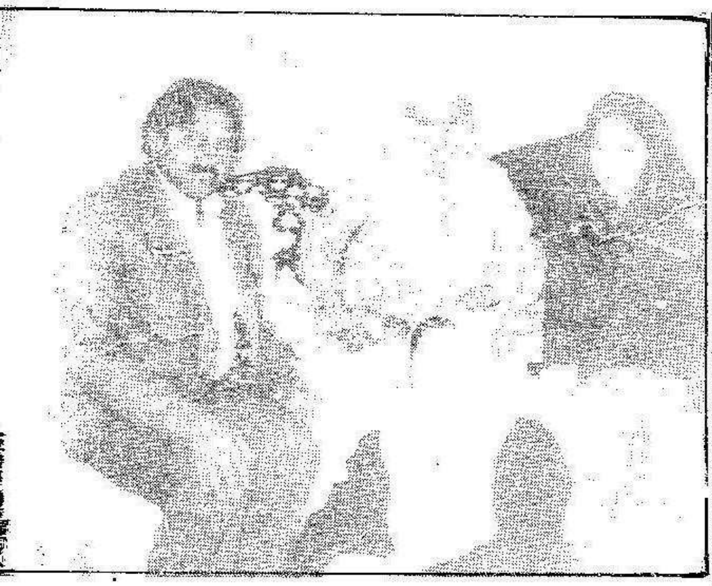
لندن : صوفی محمد جلیل اور محمد ادریس کے ہمراہ



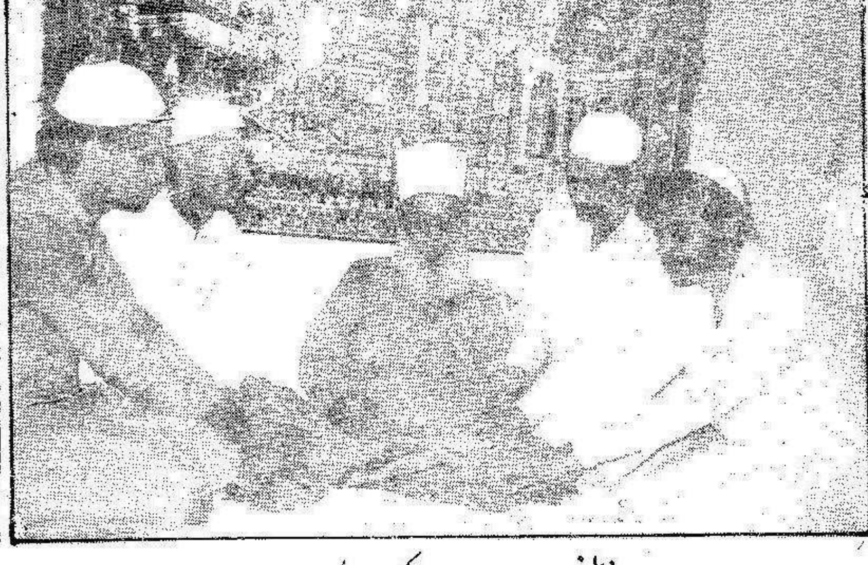
لندن : اپنی نواسی تبسم اور نواسہ انیس کے ساتھ



سپین : مسجد قرطبہ میں مریدین کے ہمراہ



لندن : کونسلر جنرل محمد یوسف اور اہل خاندان کے ہمراہ



فرانس : مریدین کے درمیان



جرمنی : [illegible] میں مریدین کے ہمراہ

مُرشد عالی مقام

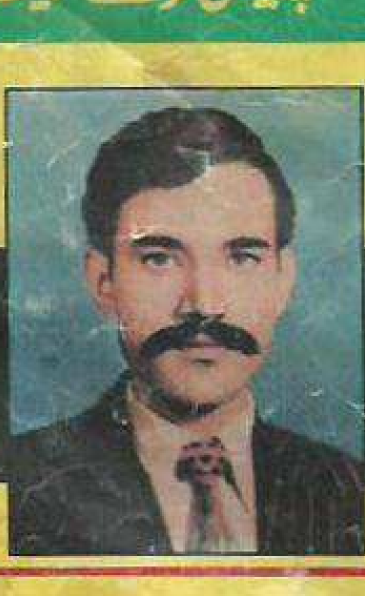
خواجہ صُوفی نقیبُ اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قادری، سہروردی، ابوالعلائی، نقشبندی، چشتی
صابری، جہانگیری کے

اُن کے سالانہ عُرس مبارک پر

فیضانِ عام کے طالب، صوفیائے کرام
اور مریدین کو ہم دل کی گہرائیوں
سے خوش آمدید کہتے ہیں۔

سجادہ نشین، صاحبزادہ جناب
کرنل صُوفی عظمت اللہ شاہ
کی شفقت اور خدمت کو
ہدیۂ تبریک
پیش کرتے ہیں۔



نیاز مند:
اِفتخار حسین جنجوعہ
چونیاں ضلع قصور